SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, August 07, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifteen minutes past four in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یا ایھا الّذین اٰمنوآ اذا لقیتم فئۃً فاثبتوا واذکروا اللّٰہ کثیرًا لّعلّکم تفلحونO واطیعوا اللّٰہ ورسولہٗ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا انّ اللّٰہ مع الصّٰبرینO

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ یہ توقع ہے کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو گی۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ صبر سے کام لو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

سورۃ الانفال۔ آیات (۴۵-۴۶)

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, August 07, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at fifteen minutes past four in the evening with Mr. Deputy Chairman (Mir Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یا ایھا الّذین اٰمنوآ اذا لقیتم فئۃً فاثبتوا واذکروا اللّٰہ کثیرًا لّعلّکم تفلحونO واطیعوا اللّٰہ ورسولہٗ ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا انّ اللّٰہ مع الصّٰبرینO

اے لوگو جو ایمان لائے ہو، جب کسی گروہ سے تمہارا مقابلہ ہو تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔ یہ توقع ہے کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو گی۔ اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں جھگڑو نہیں ورنہ تمہارے اندر کمزوری پیدا ہو جائے گی اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ صبر سے کام لو، یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

سورۃ الانفال۔ آیات (۴۵-۴۶)

LEAVE OF ABSENCE

جناب ڈپٹی چیئرمین، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

We take the leave applications for today. میر اسرار اللہ خان نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر آج مورخہ 17 اگست کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور کی جاتی ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، محترمہ عافیہ ضیاء ناسازی طبیعت کی بناء پر مورخہ 14 اگست کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی تھیں، اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور کی جاتی ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، ڈاکٹر جاوید لغاری نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ 4 اور 7 اگست کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور کی جاتی ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، ڈاکٹر محمد علی بروہی صاحب ذاتی مصروفیات کے باعث مورخہ 2 تا 14 اگست اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے، اس لیے انہوں نے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور کی جاتی ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، محترمہ نیلوفر بختیار نے اطلاع دی ہے کہ پہلے سے طے شدہ مصروفیات کے باعث آج مورخہ 17 اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گی۔ جناب امان اللہ خان جدون نے اطلاع دی ہے کہ وہ ناسازی طبع کے باعث آج مورخہ 17 اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکیں گے۔

Now, we continue with the debate on Adjournment Motion regarding Balochistan. Madam Saadia Abbasi to take the floor, please.

سینیٹر سید محمد حسین، جناب والا! میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، میں پہلے ان سے پوچھ لیتا ہوں کہ کیا مسئلہ ہے۔ یہ ابھی چھٹیوں کے بعد fresh آئے ہیں۔

PRIVILEGE MOTION

RE: HINDERANCE TO ENTER THE KURAM AGENCY

سینیٹر سید محمد حسین، جناب چیئرمین! کل اتوار کے دن میں کرم ایجنسی جا رہا تھا' جب میں چھتری پھاٹک پر پہنچا تو وہاں پر مجھے پولیٹیکل انتظامیہ نے روکا۔ انہوں نے مجھے کہا کہ صاحب! آپ آگے نہیں جا سکتے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو بغیر وجہ بتائے انہوں نے مجھے کہا کہ ہم کوئی بات کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں اور آپ آگے نہیں جا سکتے۔ میں نے کہا کہ میری PA سے بات کروا دو تا کہ میں معلوم کر سکوں کہ کیا وجہ ہے تو انہوں نے وجہ بتانے سے انکار کیا۔ چھتری پھاٹک ایسی جگہ پر ہے کہ وہاں موبائل وغیرہ بھی کام نہیں کرتا ورنہ میں خود اس سے بات کر لیتا۔ جب میں پھاٹک پر پہنچا تو انہوں نے کہا کہ آپ نیچے اتر آئیں۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے اندر کمرے میں بلایا۔ میں نے انہیں کہا کہ کم از کم آپ خود آ جاتے اور متعلقہ حکام سے بات کر لیتے لیکن بجائے اس کے آپ نے مجھے بلوایا ہے' یہ تو اچھی بات نہیں ہے اور آپ لوگ کس طرح deal کرتے ہیں۔ بہرحال میں نے کوشش کی لیکن اس نے توہین اور ذلت کے ساتھ مجھے واپس کر دیا گیا' وہ خود باہر نکلا اور مجھے کہا کہ آپ کمرے سے باہر نکل جائیں۔

(آوازیں شیم۔ شیم۔ شیم)

میں نے ان سے کہا کہ میں آگے جانا چاہتا ہوں کیونکہ میری گاڑی میں ڈیزل نہیں ہے۔ میری یہ بات بھی انہوں نے نہیں مانی اور مجھے دھکا دے کر گاڑی میں بٹھایا' مجھے واپس کر دیا۔ جب میں اپنی گاڑی چند کلومیٹر آگے لے گیا تو میری گاڑی میں ڈیزل ختم ہو گیا۔ رات کے نو بجے تھے اور میں ایک ایسے جنگل میں پھنس گیا کہ وہاں جسے بھی میں اشارہ دیتا کہ گاڑی روکیں تو کوئی بھی اپنی گاڑی روکنے کو تیار نہیں تھا۔ لہذا میں نے پوری رات جنگل میں گزاری۔

مجھے بلا وجہ آگے جانے سے روک دیا گیا حالانکہ اس دن وہاں ایک عالم دین کی برسی تھی۔ لوگ وہاں گئے تھے اور اس کی برسی میں شریک ہوئے۔ ان لوگوں کو گارڈ دیے گئے' ان کو protocol ملا لیکن مجھے بحیثیت ایک سینیٹر کے واپس کر دیا گیا حالانکہ میں اس برسی میں شریک نہیں ہونا چاہتا تھا۔ اس وقت تک مجھے اس برسی کا پتہ بھی نہیں تھا اور اس کا مجھے اس واقعے کے بعد علم ہوا۔ وہاں ایک پروگرام تھا' سیاسی لوگ اس پروگرام میں بھی شریک ہوئے تاہم میں تو اپنے ذاتی کام کے لیے جا رہا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے روکا۔ میں نے اس واقعے کے بارے میں ایک تحریک التوا جمع کروا دی ہے۔ اس لیے ازراہ کرم اس پر غور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی' بالکل۔

سینیٹر رحمت اللہ خان کاکڑ ایڈوکیٹ: جناب والا! میں بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: آپ اسی معاملے کے بارے کہنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور): جناب والا! پہلے میری بات سنیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پہلے شیر افگن خان نیازی کی بات سن لیتے ہیں۔

سینیٹر رحمت اللہ خان کاکڑ ایڈوکیٹ: پہلے میں عرض کر لوں اور اس کے بعد وزیر صاحب جو فرمانا چاہیں' فرما لیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: یہ پہلے ایک منٹ بات کر لیں' اس کے بعد آپ کو موقع دیتا ہوں۔

سینیٹر رحمت اللہ خان کاکڑ ایڈوکیٹ: پھر اس کے بعد بات کرنے کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ وزیر صاحب تو حکام کو defend کریں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: پہلے وزیر صاحب بات کر لیں۔ معزز رکن نے بات کر لی ہے کیونکہ یہ واقعہ ان کی ذات کے ساتھ ہوا ہے۔ اس پر شیر افگن نیازی صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Deputy Chairman, sir it is a

sad incident which has occurred with the honourable Senator.

اور میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک انہوں نے----

سینیٹر سید محمد حسین: جناب والا! وزیر صاحب سے کہیں کہ وہ اردو میں بات کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ اب اردو میں ہی بات کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: میں اردو میں ہی بات کر رہا ہوں۔ معزز رکن کانوں پر headphone لگالیں' English کی translation اردو میں ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: راجہ صاحب (سیکریٹری' سینیٹ) ان کا headphone check کروالیں۔

سینیٹر سید محمد حسین: آپ اردو میں ہی بات کریں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: You can not force me.

(Interruption)

Mr. Deputy Chairman: Please, no cross talk but through me.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اگر headphone یہاں کام نہیں کرتا ہے تو کسی اور جگہ پر لگالیں۔ یہاں جتنے اراکین بیٹھے ہوئے ہیں' یہ سب honourable Senators ہیں

and he has been hindered. Although, the question of breach of privilege becomes when a person is going for a parliamentary duty, even then I will say, what has been done, is not wanted and his question of breach of privilege is brought on the floor of the House, it may kindly be admitted and be sent to the Committee. And we must redress this thing to establish the honour of our honourable Members of the House, then we can put our authority in a proper way. If we do not respect ourselves, our own colleagues, the people will not respect us and there will be no respect to

this august House. This is my submission. It must be considered with vigilance and consideration should be given full and any member, who is aggrieved must be heard at length and then his matter must be resolved. That is my humble submission.

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے کہ شیر افگن صاحب نے پارلیمانی آداب اور روایات کا خیال رکھتے ہوئے بہت ہی اچھی بات کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ اگر privilege breach ہوا ہے تو اسے admit کیا جائے اور ممبر کی عزت کو برقرار رکھا جائے۔ یہ بات انہوں نے واضح کر دی ہے۔ میرا خیال ہے کہ we admit it with the consent of the House. کہ یہ ادھر We send it to the Committee take up ہو۔

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، معزز ممبر اٹھ کر move کریں کہ that may be referred to the concerned committee.

جناب ڈپٹی چیئرمین، کاکڑ صاحب! آج کے دن کی تو بہت اچھی بسم اللہ ہوئی ہے۔ آپ اسے move کر دیں۔

سینیٹر سید محمد حسین، جناب چیئرمین! میں تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ---

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اسے کمیٹی میں بھیج دیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، محمد حسین صاحب! آپ نے نوٹس تو دے ہی دیا ہے and the Chair and the House has also accepted it. It has been accepted as the breach of privilege and it has been referred to the Privilege Committee.

یہ ان کے حوالے کی جاتی ہے۔

سینیٹر سید محمد حسین، میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ مندرجہ ذیل واقعہ سے میرا

استحاق مجروح ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! میں مورخہ 5 اگست بروز ہفتہ شام کے وقت اپنے علاقے کرم ایجنسی جانے کے لیے جب چھتری پھاٹک پر پہنچا تو وہاں موجود---

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، آپ یہ کہیں کہ اسے Privilege Committee کو بھیج دیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وہ تو ہم نے کر دیا ہے لیکن محمد حسین صاحب' آپ اسے repeat کر رہے ہیں۔ آپ کا تو ہم نے پہلے ہی کر دیا ہے اور ہم اسے take up کر رہے ہیں۔

سینیٹر سید محمد حسین، جناب والا! وہاں مجھے روکا گیا ہے اور پولیٹیکل ایجنٹ نے فون پر مجھ سے بات کرنا گوارا نہ کی---

جناب ڈپٹی چیئرمین، آغا! ہم مان گئے ہیں۔

سینیٹر سید محمد حسین، اس تحریک کو منظور فرما کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ' حمید اللہ صاحب پھر کہہ رہے ہیں کہ ہم نے میڈم عباسی کو بٹھا دیا ہے بلوچستان کے لیے۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، شکریہ جناب چیئرمین! میں اس میں تھوڑا سا add up کرنا چاہوں گا کہ already پہلے ایسے privilege motion admit ہو چکے ہیں اور on floor commit ہو کر refer ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک وہ لگے نہیں ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ اگر committed کوئی چیز refer ہوتی ہے یا دو تین ممبرز sign کرکے اس کو خود ہی schedule کر دیتے ہیں تو practically ہونا بھی چاہیے۔ اب on floor چلا گیا ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ سال دو سال اس کو آنے میں لگیں۔ اس سے پہلے کہ term ختم ہو چکی ہو۔ گزارش یہ ہے کہ جتنے privilege motions ہیں ان کے لیے کوشش ہونی چاہیے کہ جلدی لگ سکیں۔ Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین، بالکل' آپ کی بات کا نوٹس لیا گیا اور کہتے ہیں کہ ابھی pursue کریں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، اجلاس ۲۱ تاریخ کو ختم ہوگا۔ ۲۲ تاریخ کو یہ

motion لگنا چاہیے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، بلیدی صاحب! میں تو ادھر ہی ہوں۔ آپ بلوچستان گئے، میں تو ادھر ہی ہوں۔ ان چیزوں کو pursue کرنے لگے ہیں۔ بہت شکریہ۔ Madam, Please take the floor.

FURTHER DISCUSSION ON BALOCHISTAN SITUATION

Senator Saadia Abbasi: Thank you Mr Chairman. Mr. Chairman, it is indeed a great privilege for me that I am the last speaker on the issue of Balochistan and seek your indulgence if I go over the time limit and the speakers before me have spoken so eloquently and with such great sentiments, Mr. Chairman, can I have your attention, please?

Mr. Deputy Chairman: Yes, please.

Senator Saadia Abbasi: Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman, as I was saying that the speakers before have spoken with such an eloquence and with such sentiments about this issue that there is nothing I think that I will be able to add to what they have already said. Their points are very valid and important. I will just speak from my personal level about what I feel about the Balochistan situation. The state of affairs as it exists today should not be allowed to continue even for a day further. When I came to this House about 3 years ago the issue of Balochistan was raised by the Senators from Balochistan and I admired their determination, their courage, and the sentiments that they expressed and I feel humbled by what they explained to us about the situation there. I had an opportunity to go to Quetta once and that is the only opportunity

in life and I am really, really amazed by the state of affairs of Quetta. The situation in most of the rest areas may be alike and when these people speak about their rights, when they speak about their rights of their resources I can understand their sentiments. I can understand that after 55 years of independence, they still do not have control over their resources. They do not have control over their lives also. Their lives have been spent I think asking for their rights from the Centre. So, there is nothing as we feel wrong. But there is a limit when you know people lose patience and then they feel that they have been exploited and exploited to such an extent that they are not heard and when they feel that they are not heard they feel that they have to take matter into their own hands. In this respect, I admire what and how Senator Sanaullah Baloch, how Amanullah Kanrani and how Senator Raza Muhammad Raza and now Mr. Shahid Bugti, Dr. Malik and others have expressed their sentiments. I think, I will say that all credit goes to all the Balochis and it is from Balochistan for the dignity and for the self-respect and for the honour and for the commitment with which they have put their cause forward.

In this respect, we asked for our Committee to resolve the issue of Balochistan and at least, I think two Committees are constituted but at the end of the day what we see is brutal military action in Balochistan completely unwarranted and completely disproportionate to the demands of the people of that Province and I think it is time that the military rulers of this country realize that might is not the answer to anything and more so in our own country and when our own people are being killed. It is

indeed very sad that we see pictures of muslims being killed all over the world but more than taking up the issue of muslims all over the world, I think first we should look into our own country, into our own affairs and we should try to resolve them in our own country.

It is bad enough that the people have to demand that they may be given their rights, even after 55 years, and it is even worse when the military rulers of the country decide that we are the final arbiters of the will of these people and we are the ones who are going to decide everything and they feel that brute force or insulting or attempting to insult, the leaders and such leaders who are legends, in their own fields and who are respected the world over for their commitment to their cause and who never bowed even before the colonial rulers of this country, to insult them and to call them names, it is not going to solve anything, infact it is going to create divisions in the society, it is going to create polarization and increase the polarization that already exists between the civilians and the military of this country. It is bad enough that a person in uniform is presiding over the affairs of a political party, it is bad enough that he is presiding over the affaris of the country but more so it is sad when the heads of the intelligence agencies are photographed with the Chief Ministers of provinces or with the heads of the political parties. I was shocked yesterday to see this photograph and which I will put on the floor of this House which says that Director General Military Intelligence, Maj. Gen. Mian Nadeem Ijaz, calls on NWFP Chief Minister Akram Khan Durani in Chief Minister's House, and a photograph is published. I think

as far as I know, as regards military law that serving Generals or serving officers are not supposed to interact with political leaders, I think that is the norm, that has always been the norm in this country but here, I mean what it is the message that they are sending to the people of Pakistan that here is the head of the military intelligence and he is sitting with the Chief Minister of NWFP and he is being photographed.

So, it is radiculous but the message that is being conveyed is that we are running the affairs of this country and we will continue to run the affairs of this country and there are certain people who are on board with us. So, that is the message that they want to convey to the people but when people do not accept it, then they resort to military force. So, I will in all earnestness, if they are willing to listen and through this House, through this office and through your office particularly, because this House is a symbol of the federation that we will request and there is an earnest request that it is time to come to the negotiating table, it is time to speak to the leaders of Balochistan and it is not right and it is not proper to insult them or to say that if we these three Sardars are no longer, on the scene everything will be alright in Balochistan. It is regardless of whether these three Sardars, they are old men now, they are ageing men and sick men now, how long will they continue to live but does that mean that the cause will die once they no longer on the scene? The cause will continue, infact, this is a world today there are people and nationalities all over the world and demanding their rights. So, their demand is not going to end just because Sardar Attaullah Mengal is not on the scene or Nawab

Akbar Bugti is not on the scene and infact the injustice that is being meted out to them, is something that is going to live with the future generation of that province.

So, as Senator Shahid Bugti has said and Senator Malik has said and all the other speakers who have said that it is time to come to the negotiating table, it is time to talk to them and it is time to resolve the differences, it is time to forget what has happened in the past. Military force is going to be the solution and that is not going to be the end of anything. We have the example of East Pakistan before us. So, I will humbly request, the present dispensation and present state of affairs that exists, please it is time to end this crisis in our country and whatever is being portrayed in the official press is not believed by the people. The truth is something else and that is known to everyone. So, please end this and it is time to resolve these differences for the betterment of our country and for the welfare of the people of Balochistan. Thank you Mr. Chairman

(Desk thumping)

جناب ڈپٹی چیئرمین، طارق عظیم صاحب! آپ سے پہلے کرنل طاہر مشہدی صاحب کا نام ہے۔ وہ اپنی باتیں کر لیں پھر جواب دیں گے۔ میں Chair پر بیٹھ کر neutralise ہو گیا ہوں نہیں تو مجھے بھی بہت کچھ پتہ ہے۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، ابھی ہم انتظار کر رہے ہیں کہ وہ پہنچ جائیں، نہ پہنچے تو پھر Leader of the House ہیں، ان سے پوچھتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، Madam notes لے رہی ہیں، پھر انشاء اللہ۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، کون لے رہا ہے؟

Mr. Deputy Chairman: Balochistan is an ongoing saga till it comes to a peaceful end. Col. Tahir, please.

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

Thank you, Mr. Chairman, Shakespeare once wrote "the good that men do is out intered in their bones, the evil lives after them"

Mr. Deputy Chairman: Julius Caesar.

Senator Col. (Rtd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Julius Caesar, now this is a universal truism and it is equally true, where governments are concerned So, the good or the goods that the governments do will be forgotten and it will be burried and will be forgotten as is the case in human history but the evil will live on and no amount of good, no amount of good intention, no amount of good governance and there has been a great deal of it by the present government and I am sure that is going to be far more in the coming decades. So, when I speak, please, I should not be misunderstood, it is not that I love the government less, it is only that I love Pakistan more. Now people who are hijacked, people who are picked up in middle of the night in clandestine manner by secret and cloak and dagger means does not augur well for any government. It is a blot, it is a black spot on the fair name of any government and this practice of picking up people at random

and their disappearance is a very very tragic thing that is happening in this country. It hurts us more and it is more relevant to us here as Senators because brother of Senator Bugti and a brother of Senator Baloch and a nephew of Senator Bugti has been allegedly picked up by some armed men and they have not yet been produced. You can just imagine the blackspot that has been levied on the fair name of the government. The government has done a lot to open up. We have open media policy. We have independent televisions. The world is a global village. Every single thing that happens, every single thing that is reported goes world wide. So , all the good on one side and this great flagrant violation of human rights on the other side does not augur well for us. We should refrain fromit and the government must refrain from such things and specially these three individuals which I have mentioned, who are not even politicians, they should be produced as quickly as possible and alongwith them all the others, I do not advocate that no action should be taken. If a person is guilty, he should be proceeded against but it should be done legally if the person is guilty he should be proceeded against but it should be done legally there has to be a distinct difference between law breakers and law makers. There has to be a complete and clear difference between the goodman and the badman. If anybody is guilty he should be delt with legally, through the legal process and it should be done in a transparent manner. So that the family does not suffer. Collective punishment is absolutely forbidden. It is forbidden in religion, it is forbidden in morality, it is forbidden in humanity and this type of thing does not bring a good

name. Infact it harms us for the future and it is going to bromine or as a black bar on our history.

Having said this we must let the courts function, not only must the courts function but they must be seen to function. Not only must the law prevail but it must be seen to prevail and this can only prevail like Charchill said "if the Courts are functioning then all is well in the nation." So let if there is anybody who has committed any crime whatsoever, let it be processed in a lawful and legal manner. The sad, the tragic happenings of Balochistan can only hurt every patriotic Pakistani. This nation is built up of wonderful nationalities, it has three smaller provinces and this Senate is primarily to protect the rights of those provinces so that they get due justice. Now along with those wonderful nationalities, we have wonderful brave tribes we have them in the Pakhtoons in the Frontier and those in Balochistan and we have the brave Balochies. This operation against the Bugties in Dera Bugti must cease. Bullets must be replaced by reason. The situation is grave and it can only be solved by dialogue. Dialogue alone can ensure a lasting, united, strong and vibrent Pakistan. We must go to the dialogue table and the tribe must also come to the table and if solution acceptable to all, must be found and implemented as quickly as possible.

In conclusion, I can only hope that better sense will prevail and that we will achieve all this, but I think, all of this is an exercise in futility, unless complete provincial autonomy is granted. The ills that we are facing today in this nation in spite of all the good governance, in spite of

all the good intentions, is because the power has been taken from the gross routs. The centre has usurped all the power of the provinces and the provinces specially the smaller provinces are left screaming for their rights. Grant provincial autonomy. So there is strong Pakistan as envisaged by the Quaid-e-Azam Muhammad Ali Jinnah, a united Pakistan, a vibrent Pakistan, a liberal Pakistan is to come. Let this dream become a reality, I will change my word, not a dream, young people have dreams, sane people, elderly people and Senators have visions. Let this vision come and it is good governance. The very very caring government and the lasting government which listen to the Senators and their visions and translate those visions into reality. Thank you sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین : Thank you. سینیٹر عظیم طارق صاحب ! concerned
Minister بھی آگئے ہیں۔

Senator Tariq Azeem Khan (Minister of State for Information & Broadcasting): No sir I just want to make comments.

Mr. Deputy Chairman: Please make a short comment.

Senator Tariq Azeem Khan: I will make very short comment. A couple of observations made by Senator Ms. Saadia Abbasi regarding the photograph that was published in the newspapers atleast it lays to rest the myth that the General only meets the ruling party people, he also meets the Opposition. Secondly everybody knows that the photograph has been taken in the Chief Minister's House or in his office, it is with permission of the Chief Minister and the other people don't meet, nobody

else has got any control and the photograph was released to the press. It must have been done with the permission of the Chief Minister. So, I don't want to speak on behalf of the Chief of Military Intelligence or on behalf of the Chief Minister but certainly the photograph must have been taken with full authority of Chief Minister.

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

بیگم فخر! آپ بات کرنا چاہتی ہیں۔

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان، جی۔

Mr. Deputy Chairman: It will be very short. Minister Interior has to leave the town for some urgent business.

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان، شکریہ۔ بلوچ بھائیوں سے بلوچستان کی محرومیوں کے بارے میں سن سن کر دل پر رنج کی دبیز تہ بڑھتی جا رہی ہے لیکن میں سوچتی ہوں کہ 59 years میں ان کے parliamentarians نے بلوچستان کے لیے کیا کیا' جو اب اس کے یہ حالات ہیں اور سب سے بڑی تکلیف تو اس بات پر ہے کہ سرداروں کا رویہ ان کے ہاریوں کے ساتھ کہ وہ ان کو پڑھنے نہیں دیتے ہیں۔ جب تک وہ تعلیم حاصل نہیں کریں گے ان کے ذہن بند رہیں گے۔ آپ انڈیا کو دیکھیے کہ وہ شور مچاتا ہے کہ پاکستان نے بم رکھوا دیئے ہیں' پاکستان نے جگہ جگہ اڈے بنا رکھے ہیں اور اس وقت جلال آباد اور قندھار میں انڈیا اس طرح جم کر بیٹھا ہوا ہے۔ جلال آباد سے بلوچستان میں گڑبڑ کروا رہا ہے اور ادھر سرداروں کے ساتھ مل کر ان کو پیسے دے کر بلوچستان میں گڑبڑ کروا رہا ہے اور ہمارا میڈیا تو بالکل خاموش ہے۔ کچھ بھی نہیں بول رہا ہے۔ مشرقی پاکستان جب بنگلہ دیش بنا تھا تو وہاں بھی یہی حالات تھے۔ اسی طرح انڈیا بیٹھا ہوا تھا تو ابھی بھی وقت ہے کہ ہم اس چیز پر غور کریں۔ Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ۔ سینیٹر گلشن سعید صاحبہ please make very short comment. پھر منسٹر صاحب نے اس پر آدھ گھنٹہ بولنا ہے۔

سینیٹر گلشن سعید، میں آپ کا تھوڑا ہی وقت لوں گی۔ بلوچستان کے بارے میں بہت تقاریر سنیں۔ جہاں تک لوگوں کو بغیر بتلائے اٹھانے کا سوال ہے، میں سمجھتی ہوں کہ میں بھی اس کے خلاف ہوں اور ان لوگوں کو جن کو لے جایا گیا ہے، میرا خیال ہے آزاد کر دینا چاہیے اور بتانا چاہیے کہ وہ کہاں ہیں، تاکہ ان کے گھر والے پریشان نہ ہوں۔ میرا concern بگٹی صاحب کے بھانجے اور جن کو اٹھایا گیا، ان سے بھی ہے اور اس کے علاوہ جو دو چار ایسے لوگ ہیں جن کو بغیر اطلاع کے لے جایا گیا ہے۔

بلوچستان کی صورتحال جناب! آپ کو پتہ ہے۔ پاکستان کی سلامتی سب سے پہلے ہے۔ پاکستان سب سے پہلے تو اس کی سلامتی بھی سب سے پہلے ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہاں جیسے اجلاس ہیں، میں بھی گزشتہ تین سال سے سینیٹر ہوں، میں نے اس کی محرومیت کے یہاں پر بہت سے قصے سنے۔ افسوس بھی ہوتا ہے مگر مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ پچھلے پچپن یا ساٹھ سال سے بلوچستان کی جو حکومتیں تھیں، وہاں کے selected لوگ، وہاں کے MNAs, MPAs, جو سردار تھے، انہوں نے بلوچستان کے لیے کیوں کچھ نہیں کیا؟ وہ لوگ جو ووٹ لے کر اسمبلیوں میں آتے رہے، اگر وہاں اسمبلی نہ ہوتی تو میں سمجھتی کہ نہیں ہے۔ بلوچستان کی آج بھی اسمبلی ہے، جب بلوچستان بنا، تب بھی تھی، سردار تھے، ان کے قبیلے بھی تھے، ان کے پاس دولت بھی تھی، پیسہ بھی تھا۔ ان کے پاس بہت سارے resources بھی ہیں، انہوں نے اپنے عوام کے لیے کچھ نہیں کیا۔ ہمیں اس بات کا افسوس ہے۔ ہم چاہتے ہیں مگر جہاں تک اس Government کا تعلق ہے، جب سے یہاں پر میگا پراجیکٹ شروع ہوا ہے، میں سمجھتی ہوں کہ سب سے زیادہ فوقیت بلوچستان کو دی گئی ہے۔ بلوچستان کے حالات بہتر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اگر انڈیا یا کسی بیرونی طاقت کے کہنے پر کچھ لوگ پاکستان کے امن کو برباد کرنا چاہتے ہیں تو اس کی اجازت ہماری حکومت نہیں دے گی اور نہ دینی چاہیے۔ جو بنگلہ دیش کی مثالیں دیتے ہیں، وہ بھول جائیں۔ بنگلہ دیش ہم سے بہت دور تھا، بیچ میں سمندر تھا۔ یہاں تو کچھ نہیں ہے۔ جو لوگ غلط کام کرتے ان کو سزا دینی چاہیے۔ اتنے اتنے اسلحے پکڑے جاتے ہیں، بندوقیں اور توپیں پکڑی جاتی ہیں۔ وہ غریب لوگوں کے پاس کہاں سے آتی ہیں؟ میں پوچھنا چاہتی ہوں۔ اس کی

بھی کوئی بات کرے۔ اگر یہ سارے بھائی جو اس طرف بیٹھے ہیں، یہ بلوچستان کے ہمدرد ہیں، انکو بلوچستان اور پاکستان کی ہمدردی چاہیے تو انہیں خود بھی اس بات کو اٹھانا چاہیے کہ یہ اسلحہ کہاں سے آ رہا ہے؟ جہاں سے بھی آ رہا ہے۔ آپ اپنے لیے روٹی مانگیں، عزت مانگیں، تعلیم مانگیں، پیسہ مانگیں، ہر چیز مانگیں مگر اسلحہ تو ناں مانگیں۔ وہاں پر آئے دن جتنے نقصانات کیے جاتے ہیں، گیس pipeline اڑائی جاتی ہے، بجلی اڑائی جاتی ہے، یہ سب کچھ کون کر رہا ہے اس پر بھی تو نگاہ ڈالیں، تھوڑا سا اس کا بھی خیال کریں، balance ہونا چاہیے۔ یہ نہیں ہے کہ صرف نفرت پھیلانے کے لیے یا حکومت کو ذلیل کرنے کے لیے بار بار باتیں کی جائیں۔ میں نے آج تک کبھی ایسی بات نہیں کی۔ یہاں پر ہر آدمی ذی شعور ہے، وہ سمجھتا ہے۔ یہ ساری باتیں میں بھی سمجھتی ہوں، یہ بھی سمجھتے ہیں۔ جہاں تک تکالیف کا تعلق ہے، پکڑنے کا تعلق ہے، وہ بالکل غلط ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے مگر جب لوگ باہر سے، چمن کے راستے آ کر، افغانستان اتر کر Indians آ رہے ہیں، وہاں پر ہنگامے، توپیں، گولے اور بلوچستان کی بربادی کر رہے ہیں، اس کی تو حکومت اجازت نہیں دے سکتی۔ کیسے اجازت دیں گے ۔ بلوچستان ہمارا حصہ ہے، ہمارے پاکستان کا حصہ ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، سعید ہاشمی صاحب! وہ پنجابی کا کونسا شعر ہے

کجھ شہر دے لوگ وی ظالم سن
کجھ سانوں مرن دا شوق وی سی

یہ میں بلوچوں کے لیے کہہ رہا ہوں۔

سینیٹر گلشن سعید، کجھ انج وی راہواں اوکھیاں سن
کجھ گل وچ عشق دا طوق وی سی
کجھ شہر دے لوگ وی ظالم سن
کجھ سانوں مرن دا شوق وی سی

جناب ڈپٹی چیئرمین، میڈم! آپ کی آواز گرج دار ہے۔بابر صاحب! اسی شعر کو ذرا دوبارہ کہہ دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان: اگر اجازت دیں تو منیر نیازی صاحب کا ایک اور شعر جو دیر کر دینے کے بارے میں ہے وہ عرض کر دوں۔ ابھی دو باتوں پر اتفاق کیا ہے' ایک تو یہ جو پکڑے ہوئے ہیں ان کو رہا کریں۔ دوسرا اس بات پر اتفاق کیا کہ جو لوگ پکڑے گئے ہیں اور ان کو رہا نہیں کیا جا سکتا' ان کو عدالتوں کے سامنے لائیں۔ اس پر منیر نیازی نے کہا تھا کہ

ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں ہر کام کرنے میں
اسے آواز دینی ہو' اسے واپس بلانا ہو
کسی انجانے راہی کو نئی راہوں پر لانا ہو
ہمیشہ دیر کر دیتا ہوں میں ہر کام کرنے میں

دیر نہیں ہونی چاہیے اور دوسرا جو آپ نے شعر پوچھا ہے وہ اس طرح ہے کہ

کجھ انج وی راہواں اوکھیاں سن
کجھ گل وچ غم دا طوق وی سی
کجھ شہر دے لوگ وی ظالم سن
کجھ مینوں مرن دا شوق وی سی

جناب ڈپٹی چیئرمین: کجھ مینوں مرن دا شوق وی سی۔ ایسے کبھی باذوق ہو جایا کریں۔ ادھر بیٹھ کر نوجوانوں کو بھی کچھ سکھائیں۔ I think, Minister Sahib will sum it up. Sherpao Sahib! Please take the floor.

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao (Minister for Interior): Mr. Chairman! I am really grateful to you for giving me this time and the House has debated on this issue for, today is the third day that this issue has been debated upon and if you look at the adjournment motion, it is a very simple adjournment motion, the arrest or disappearance as alleged of Senator Bugti's brother and cousins and Sanaullah Baloch's brother. But it

encompassed the whole Balochistan situation and I think, the other day I also said that I don't want to go into any-- I don't have that international image, it is a limited image and the great plan and that the phase 2 of that, I dont want to comment on that except that I would want to respond to some of the issues raised by our honourable members and taking a clue from Prof. Khurshid's--- when he got up, he said that Balochistan has been discussed in this House a number of times. Yes, we agree and we have been doing it and I don't want to repeat myself because there was a lot of repetition in some of the speeches made, that won't be in the fairness of things but naturally responding to some one has to go back and recollect some of the events that took place in Balochistan and what the situation is right now. So, I think this is what I would like to dwell upon and I am grateful to the members and specially to the Leader of the Opposition who started with his debate and it led to a number of members speaking on this issue and since we have discussed this issue on a number of times in this House really shows that we want to develop Balochistan and i.e., basic theme and whether anyone from that side of the divide or this side of the divide and I always say that when the issue of Balochistan comes as far as development, deprivation of Balochistan is concerned, all the members of both the side of the divide, they just for Balochistan become one on the issue and this has happened and I think in a way they want that province to develop and this is what our theme is also and if you look at the composition of the Provincial Assembly of Balochistan Mr. Deputy Chairman, you will see that the majority were in government, they all want

development. There may be some or a few members from few parties; two members from one party and four members from another party who may not want development but the rest of the members and the majority want it . It is democracy and the majority wants development. They have never said anything that development should not take place in Balochistan and that is why projects worth of 140 billion rupees are ongoing projects there in Balochistan and that does not mean only mega projects as it has been portrayed that there are mega projects and the benefits would be gone to someone else. That is not the case. There are projects of the social sector and each and every district has been allocated substantial amount. When the Prime Minister went there, he announced 100 million for each district for the development of the roads and the social sectors over there. So, these are projects which the common man and the common people of Balochistan are going to benefit from that. I will just want to lay stress that whatever is happening there, it is not for the benefit of others, it is for the benefit of the people of Balochistan, for the ordinary people of Balochistan, those who need these whether it is electricity, whether it is water, wether it is road. Since there was just one road in the whole of Kohlu and now 3-1/2 billion projects are ongoing there out of which some have already been completed. So, this is the main theme over there and what got about this state of affairs which we are trying to correct and hopefully when I give you some of facts I think things are moving in a direction which I think everyone in Pakistan would want it to go that way and that is to bring law and order there and to develop the Province and to

bring the writ of the government to each nook and corner of Balochistan and that is what we are trying to do. Some of my friends said that the writ of the government, does not exist. Mr. Deputy Chairman, the writ of the government we are trying to do that and how do you establish the writ of the government. You have to have the laws over there, the government functioning over there, the judges over there, the police over there, all the functionaries have to be there and let me tell you what the position is now in Balochistan - Dera Bugti and Sui, let me say this very categorically that things have normalized there. The schools have opened. All the offices are functioning there. The Hindu population which had moved out of there have come back beside that the people who were displaced that is the Kalpars, Mir Masooris, they have come back to their own soil, to their own homeland. So, this by itself shows that the writ of the Government has been established and you don't see any incident there in Dera Bugti and Sui except that we are discovering ammunition dumps and various other things and we have even found money there hidden in various places. So, that is what we are discovering now. As far as peace is concerned, I think normalcy has returned over there and I would want this very House with your permission, sir, whenever a delegation wants to go from here, they are most welcome to go and visit Dera Bugti, Sui and Kohlu. Go and see for themselves. In Kohlu the three tehsils, the Kohlu tehsil, Mawand tehsil and Tahan tehsil. Kohlu tehsil and Mawand tehsil are completely normal. Tahan tehsil, the town is normal except for a small portion where there are a few camps and that has been surrounded and

they will be flushed out of that place otherwise we don't see any insurgency over there and writ of the Government has been established. So, let me say this that the writ of the Government has been established there and even in the rest of Balochistan the incidents that were taking place before, the number has decreased and every day that passes we see people turning their arms, giving their arms, surrendering their arms and they want to lead a normal life. That is what is happening in Balochistan.

Instead of saying this that the writ of the Government is not there, I would say we have established the writ of the Government and we will continue with this process and we will continue with this development till such time the province comes at par with the other provinces and this is what our Constitution signifies. Principles of policy bringing everyone at par, the deprived areas at par with the areas which have already attained the developed status. So, this is what we are trying to do. So, we are following the Constitution in that respect.

Some of our members said that indiscriminate use of fire, power and even gunship helicopters have been used. Let me just explain this and say that if your law enforcing agencies are being fired upon with missiles, with SAM missiles, with other missiles and with the amount of arms and ammunition that we have captured, what do you expect? We have to counter the people and this is what happened and if you remember, sir, when this action started in Kohlu, it was a day after the President's visit there and he has announced a package, there was a missile fired there and at the very next day, IG, FC was going there in an

ordinary helicopter, he was fired upon. He was injured, the Deputy IG of FC, both of them oriented. They have got bullets. They just saved.

So, saying this that the Government is using brute force. You look at the force and the weapons that are being used by those people and that is what we have to counter because you just say that they should use these sort of weapons and we use normal automatic rifles. That is not possible in that sense. So, the weapons that have been confiscated or those that we have discovered, let me say that in the last two days there have 67 rockets of 107 mm with fuses, this is only yesterday. One SPG 9 rounds, 127 RPG rounds and boxes of ammunition etc and the major weapons recovered is SAM 27, multi-barrel recoilist rifle 1.75 mm rockets 1 , RPG 7/40 mm rocket launchers 63 and two tons of explosives. These are the major weapons that have been recovered Who has brought these weapons and besides this boxes full of currency have been recovered. Now, I need to ask from where did this money come? From where did these arms and ammunitions come? And from where did they get these arms and ammunitions and such sophisticated weapons. So, there are some people who are trying to destabilize that area. There are people who want to attack the vital installations of the country. This is not what we expect. We would want Balochistan to go ahead and reap the benefits of the development that is what we want and not to really be fired upon with missiles. That is not the requirement and that is what has been now controlled and *Insha Allah Tala* this will continue wherever the law enforcing agencies are fired upon or they fire upon civilians, we will

definitely react to that and there is no question that we will not react to that.

I will also give you the figures of the casualties that have taken place and mainly it is because of the landmines which have been put there indiscriminatory without any signs etc. and on yesterday the day before there was a one Kalpar who was wounded because of a landmine. He stepped on a landmine.

Then is the question of fundamental rights. Well, this has been talked about by every one that fundamental rights has been usurped. I would just want to give the other side of the coin also as to what these people have been doing over there. They displace thousands of their own tribals from that area. Does not this come under the fundamental rights? They maintain private jails and had people there in those jails. Has any fundamental right activist made any hue and cry on this? There have been murders and killings and sponsored terrorism which have taken place and was taking place over there. I would just name one or two instances where Wadera Darria Khan was made to stand naked in public. Is this the human fundamental rights that we are talking about? And Wadera Mian Khan and others were forced to walk on burning fire or people who were asked to, you know, shave their beard. So, is this the fundamental rights, we are talking about? At least, look at the both sides of the stories, even women indemnified as compensation. When we talk of human rights, now is this human rights or fundamental rights that we are talking about. And attacking the assets of the State and its functionaries, is not that covered

in the fundamental rights.

And landmines, we have the international convention as far as the landmines are concerned, are those being followed over there when you just lay indiscriminate landmines all over, this is not that the destruction. And look at the people who have died and most of them because of landmines, 95 killed out of these 35 are of the law enforcing agencies and 60 civilians.

And also another factor is deliberately targetting the settlers. I would want to know who has killed the Principal of the college in Mustoong, he was a settler and even so many killings of settlers and punishing the settlers, pressurising them to leave that area, this is not a right that in one province you don't allow the settlers. Who are the settlers? They have been there for 35 to 40 years. They have been living there and now you want to discriminate them and you want to focus on them and you want them to leave that place, this is not fundamental rights, in that sense. So, this point, I would want to clear very thoroughly because I think, it does need the attention of this House whether it is the fundamental rights, whether it is the killings of the Chinese or the recent cycle bomb incident in which 29 got injured, these are all the issues that one has to still think about. We want to assure the House that as far as the Government is concerned, we believe in peace over there, we believe in development of that area but those who want to create a law and order situation, those who want to disturb the peace of that area, the Government is going to take them to task because this is the function of

the Government and that is how writs of the Government are established and we are going to continue with that.

Mr. Deputy Chairman, our friends talked about state terrorism and there is state terrorism over there, I would say that who is perpetrating this state terrorism, as a state terrorism or as a state terrorism of these war lords who are trying to establish their own writ in a limited area and trying to create a state within a state that is not acceptable to anyone in that sense and as far as there was one expression of saying that colonial expansion is taking place that area. I do not think that is the case. I want to again say and emphasise that the provincial Assembly of that province, Balochistan has said time and again that we want development and I want to quote one of the members of the Cabinet, the Senior Minister Maulana Waseh, when he said that we had got nothing to do with the cantonments. We just want development and I just want to quote that and contradict me if this is a wrong statement which he has made, he has said it and I just wanted to quote that he has said that they want development in that area. Some of the speakers said that there should be a dialogue. Mr. Chairman, I think dialogue was the first option. It was availed. There was an agreement. That agreement was violated and time and again we, the government has been doing that. Now for, at least, those people who have violated the agreements, who do not believe in agreement and do not want any *'Razinama'*

راضی کرو ان کو

We want that *'Razikaro'* to the general public of that area and that is what

we are doing and that is why people are coming as you know surrendering their arms and they are saying 'yes', we want development but at least those people against whom there are cases who have started the terrorist activities over there. I do not think they would, I wouldn't want to use this word in that sense that they don't deserve that thing but I would say how can we have a dialogue with those people. We can have a dialogue with the people who want to live there peacefully and that is the public of Balochistan, the elected people of Balochistan, the majority of the elected people of Balochistan who want peace in that area.

So, that is what we are doing and *'InshaAllah Taalah'* in that we have achieved what we wanted to and that is to establish the writ of the government, establish peace there and carry on with the development work unhindered and that has been happening now and *Insha Allah Taala* this will go through. We will have the prosperity there in Balochistan and you can see from fact that people have started to invest again in Balochistan. Those coal mines which some people had, you know, through force, through sheer force stopped the mining of those coals, they have started again, the economic activities have started there. So, this is what was our aim and we have been able to achieve.

(Interruption)

جناب ڈپٹی چیئرمین: رضا صاحب! ایک منٹ رضا صاحب بیٹھیں please ان کا right ہے ابھی جواب دینے کا' رضا صاحب ان کا right ہے جواب دینے کا۔ آپ بیٹھیں please بیٹھیں تو سہی' مجھے بات کرنے دیں ناں۔ رضا صاحب! please take your seat. آپ تشریف

رکھیں رضا صاحب۔ میں صرف یہ چاہوں گا شیرپاؤ صاحب یہ بتاتے چلیں جو specifically لوگ اغوا ہوئے ہیں ان کے سلسلے میں with political background خود ایک سانحہ ان کے گھرانے کے ساتھ ہوا' خود سیاسی background ہے۔ اس میں ابھی تعاون یہ کریں کہ ایسے حالات پیدا نہ ہوں۔ اس پر کچھ کہتے جائیں ہاؤس کو اعتماد کو میں لینے کے لیے۔

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: Yes. I am just coming to these specifics now, Mr. Deputy Chairman. I am sorry, I think, some of my friends have lost their patience, I am sorry for that because I have been very patient in listening to all the speeches for the last 3 days and I think I have this right...

Mr. Deputy Chairman : Please continue.

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: To give an appropriate reply and I have not taken that much time as I had said, I am not going into the dread game, the International game which Dr. Malik very very, I would say, can I use the word dramatic way, portrayed here in this House.

Now coming to the thousands missing. Mr. Deputy Chairman, there are no thousands missing, but we will be very categorical, no thousands missing and let this House be in no doubt, the police have arrested 26 people, this was, I am sorry, as of 3 days back and from then we have been able to gather whatever information we got, they have been arrested and they have been sent into court and whatever information they gave that sort of an arrest took place and then it is going to be court in getting remand if need be in that case.

Now the two specific cases of two honourable Senators. No. 1 is

Mr. Shahid Bugti, honourable member here and he mentioned his various brothers and family members as he said that they do not know the where abouts. He had not registered any FIR in that case. So, at least let us follow the procedure. Mian Raza Rabbani, the Leader of the Opposition, the other day mentioned about the photographs of women in Karachi outside the press club demanding for their loved ones who had disappeared and I read it. One woman said that her son had gone to Karachi for work and he has disappeared 2 years back, what was she doing for the last 2 years? Why did she not make a hue and cry then? Why she is making this hue and cry now? Because this has all been in a way, I would say and sorry for my using this word manipulated in that sense. She just wanted to show in front of all the people. It is an abducation. So, if Mr. Bugti has explained that thing but we don't see any faces of any FIR, any information in that sense, how can I be held responsible in that scenario? Yes, about Sanaullah Mangle's two brothers, Sanaullah very sorry. Yes, his one brother has registered an FIR. There were two brothers coming from the airport and probably, according to them, they were being followed. One of the brothers rushed, this is Obaidullah and the other is Samiullah. Obaidullah rushed from the car and he got out of the car and rushed and there was MP Check Post, Military Check Post, he went there and said, I am being followed and those MP's over there, they fired in the air and said that no one is going to touch this man, the people who were following them and they took the other brother, he was saved by the MP's.

So, then he went to Quetta and registered an FIR and that FIR is being investigated. If they want any details about it that I will be able to inform them whatever progress has been made in that case. I would be able to give it to this House that this is the progress of that case. But if you have no cases, if you don't register, you just come and say that my brother and my nephew or my cousin have disappeared. We would want to know where they are and what they are doing? And other information which I don't want to divulge at this stage how all have been there in the *frari* camps and who have been operating into *frari* camps. You know, let us call a spade a spade. If they registered a case and an FIR is there, we will then thoroughly investigate the cases in that sense. I'll like to find out because he is an honourable member and we have the greatest respect for him and as far as Sanaullah Baloch is concerned, we know the speeches he has made all over since he has gone out whether it is on the telephone, whether it is in the House of Commons or other places where he made these speeches and has talked about BLA, he supported BLA and he supported separate country, whatever that is, his point of view, he has said that in these speeches, we have all those on record over here but at least he can come back and whatever you want to say let him state for himself on this floor of House and as he has been saying before. So, this House, as one of the honourable member said the other day that this is a debating House, this is not a debating House, it is a fully functional Senate and I am really sorry about that, they have called it a debating House. We would want to help in that respect and I would again want to

reiterate the offer that I have made that anyone who wants to go to Dera Bugti, Sui and Kohlu, they are most welcome and we can facilitate them in this. The Human Rights Committee of the National Assembly wanted to go, we were very happy on that and I think the Committee from here went, as an honourable Begum Razina Alam mentioned the other day. I haven't seen the report but she did mention that they had gone to Balochistan. Even the press is most welcome. The Human Rights activists in the early days when this issue was started, Asma Jahangir went to Kohlu herself and she saw the situation, there was nothing in the public, she even visited Akbar Bugti at that time. So, let us make the comparison, when Akbar Bugti was there in Dera Bugti, what the situation was and what the situation is now there in Balochistan, in Dera Bugti, with the DCO functioning, with the DPO functioning, with all the offices functioning, with the schools functioning. This is what we are striving for to maintain peace and to have a working government over there. The government is working over there and *Inshallah* it will keep on working over there whether it is Dera Bugti, Kohlu or it is the rest of Balochistan. *Inshallah Talla* that is going to continue and these mega projects and the other development works are going to bring prosperity to Balochistan and this is what we need. Thank you Mr. Deputy Chairman.

(Desk thumping)

Mr. Deputy Chairman: Thank you.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد ، بہت شکریہ، میں پارلیمانی آداب کی خلاف ورزی نہیں

کروں گا۔ گو وزیر محترم نے اصل سوالات کو address نہیں کیا اور وہ وعظ پلایا ہے جو ہم سنتے چلے آ رہے ہیں۔ Development کا مخالف کون ہے؟ آپ خود development کو تباہ کر رہے ہیں لیکن بہرحال حکومت اس مسئلے کو جو اہمیت دیتی ہے، میں اس کی طرف آپ کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم نے یہ بحث شروع کی تو اس کے فوراً بعد Prime Minister Sahib کو خیال آیا کہ بلوچستان کمیٹی کی meeting بلائی جائے تاکہ جو progress ہے اس کو دیکھا جاسکے۔ کل رات گیارہ بجے میرے پاس یہ دو خط بیک وقت آئے ہیں۔ پہلا یہ ہے کہ

"Monthly Review Meeting on Balochistan Package" is scheduled to be held under Chairmanship of the Prime Minister on 7th August at 11:30 hours. It is requested to kindly make it convenient to attend the meeting.

اس کے ساتھ ہی دوسرا خط آیا ہے

reference this secretariat of so and so, the subject: Meeting Scheduled, the meeting on 7th August has been postponed.

یہ دونوں ایک ساتھ آئے ہیں، ایک ہی وقت میں دیئے گئے ہیں۔ یہ ان لوگوں کا احساس ہے، ٹھیک ہے یہاں debate شروع ہوئی، انہوں نے سوچا کہ meeting بلائیں لیکن ان کو اس بات کی کوئی فکر نہیں ہے کہ کیا ہو رہا ہے اور یہ کہہ دینا کہ وہاں کوہلو اور باقی صوبے میں بھی سب امن ہے، میرے خیال میں اس سے زیادہ غیر ذمہ دارانہ غلط بیانی نہیں ہوسکتی۔ شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Your point is noted. Raza Rabbani Sahib.

رضا ربانی صاحب، Leader of the Opposition کچھ کہہ دیں because then Sherpao Sahib has to head to the Airport.

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائد حزب اختلاف)، جی جناب! میں بھی دو یا تین جملے کہنا چاہتا ہوں۔ جناب چیئرمین! میں فاضل وزیر داخلہ کی بہت عزت کرتا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے آج جو تقریر کی اور جس طرح main issue کے disappearnances کو انہوں نے

skirt around کیا' شاید ان کی اپنی conviction بھی اس میں شامل نہیں تھی کیونکہ normally وہ بڑے passionate speaker ہیں لیکن آج ان کی تقریر میں وہ passion نہیں تھا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ وہ اندر سے اس بات کو جانتے ہیں کہ جس action یا cause کو وہ defend کر رہے ہیں'وہ درحقیقت ایک undefendable action ہے۔

جناب چیئرمین! فاضل وزیر صاحب نے فرمایا کہ صرف 28 یا 26 لوگ arrest ہوئے ہیں اور ان کا remand لیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! اگر فاضل وزیر صاحب چاہیں تو میں ان کو کاپیاں بھی دے سکتا ہوں لیکن House کے record پر میں ضرور رکھوں گا۔ یہاں پر دو فہرستیں ہیں' ایک فہرست Human Rights Commission of Pakistan کی ہے' یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے کہ جن کو کہاں arrest کیا' وہ کب اور کس تاریخ کو abduct ہوئے' تمام details کے ساتھ ایک فہرست ہے جس میں 30 سے زائد نام شامل ہیں اور دوسری فہرست جو تیار کی گئی ہے ان لوگوں کی جن کی خبریں وقتاً فوقتاً اخبارات میں شائع ہوتی رہی ہیں اور اس میں بھی لگ بھگ 51 نام موجود ہیں' میں یہ on the Floor of the House رکھنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین صاحب! دوسری بات مجھے نہایت افسوس ہوتا ہے کہ حکومت کا ان disappearances کے بارے میں جو callous attitude ہے اور اس کے ساتھ ساتھ' بالخصوص دو sitting Senators کا تعلق ہے۔ سب سے پہلی بات تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ کہا گیا کہ جناب شاہد بگٹی صاحب نے کوئی FIR درج نہیں کرائی تو پہلے جو factual position ہے' وہ یہ ہے کہ شاہد بگٹی صاحب کے والد Police Station گئے اور پولیس نے FIR درج کرنے سے انکار کر دیا۔ ان کے والد پولیس سٹیشن گئے اور پولیس نے FIR درج کرنے سے انکار کردیا۔ دوسری بات یہ کہ habeas corpus petition ان تینوں حضرات کی جو ہے وہ سندھ ہائیکورٹ میں two in Karachi and one in Balochistan High Court وہاں پر pend کر رہی ہیں اور حکومت جواب دینے سے قاصر ہے اور جو جوابات دوسری petitions میں حکومت دیتی رہی ہے وہ میں نے اپنی تقریر میں بتایا کہ حکومت نے پہلے یہ پوزیشن لی کہ ہمارے Administrative control کے اندر صرف agencies ہیں اور ان کا جو operational function ہے اس کے بارے میں ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔

جناب چیئرمین! آج میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں آپ کی وساطت سے' اس floor کی وساطت سے کہ کیا ریاست کے خلاف ایف آئی آر درج ہوگی' اگر وہ یا کوئی بھی پاکستان کا شہری جا کر ایف آئی آر درج کروانا چاہے تو کون سا پولیس سٹیشن یہاں پر موجود ہے یا کیا فاضل وزیر صاحب اس بات کی assurance دیں گے کہ جن لوگوں کو اس ایف آئی آر میں name کیا جائے گا ان لوگوں کے خلاف ایف آئی آر درج ہو گی یا نہیں ہو گی۔

جناب چیئرمین! دوسری بات جو یہاں پر بات کی گئی وہ ثناء اللہ بلوچ صاحب کی بات تھی۔ ثناء اللہ بلوچ صاحب یہاں پر تقریریں کرتے رہے۔ ثناء اللہ بلوچ صاحب کا ابھی پرسوں ڈان کا ایک انٹرویو ہے جس میں انہوں نے فیڈریشن کی بات کی' بلوچستان کے حقوق فیڈریشن کے اندر رہتے ہوئے انہوں نے demand کیے۔ میں سمجھتا ہوں فیڈریشن کے اندر رہتے ہوئے بلوچستان یا چھوٹے صوبوں کے حقوق مانگنا جرم نہیں ہے لیکن چلیں' اگر اس کو ایک منٹ کے لیے جرم بھی سمجھا جائے تو جرم تو ثناء اللہ بلوچ صاحب نے کیا ہے۔ ثناء اللہ بلوچ کا بھائی جس کا سیاست سے کوئی تعلق نہیں ہے کیا اس کو اٹھا کر لے جانا اور اس کے گھر والوں کو بھی نہ بتانا یہ کونسا انصاف ہے۔ جناب چیئرمین! جس نے crime کیا ہے یا ظلم کیا ہے آپ اس کو arrest کریں۔ یہ تو وہی پرانا تھانہ کلچر ہے کہ اگر ملزم نہیں مل رہا تو بیٹے کو پکڑ لو' بیٹا نہیں مل رہا تو باپ کو پکڑ لو' باپ نہیں مل رہا تو پورے خاندان کو لا کر تھانے میں بٹھا دو کہ جب تک وہ نہیں آئیں گے تو آپ یہاں رہیں گے۔ تو کیا floor of the House پر فاضل وزیر صاحب یہ admit کر رہے ہیں کہ ریاست بھی تھانہ کلچر کے تحت کام کر رہی ہے۔ جناب چیئرمین! آخر میں' میں یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ ایک consensus across the floor بنا' اپوزیشن نے ابتداء میں تین یا چار باتیں کہیں۔ جن کے بارے میں فاضل وزیر صاحب نے کوئی ذکر اپنی wind-up speech میں نہیں کیا اور وہ پہلی بات یہ تھی کہ جن لوگوں کو detain کیا گیا ہے اس طریقے سے ان کو release کیا جائے۔ اگر وہ release نہیں ہو سکتے تو ان کے places of detention کو disclose کیا جائے۔ دوسری بات یہ کہ ان لوگوں کے بارے میں اس بات کا قوم کو بتایا جائے کہ وہ کون سی court تھی جس نے ان کو remand دیا' جس remand کے تحت وہ ابھی تک جیل کے اندر موجود ہیں۔ تیسری بات جو ہم نے کہی تھی وہ یہ کہ جو لوگ detain ہیں اور غائب

ہیں ان کو counsel of their choice دیا جائے۔ یہ آئین کا تقاضا ہے' یہ بین الاقوامی آئین کا تقاضا ہے کہ counsel of their choice سے ان کو اپنے آپ کو defend کرنے دیا جائے۔ چوتھی بات جو ہم نے کہی تھی وہ یہ کہ جن کو آپ نے detain کیا ہوا ہے ان کو courts میں لا کر ان کے اوپر فرد جرم تو آپ عائد کریں یا آپ ان کو indefinitely سالہا سال کے لیے بغیر کسی FIR, بغیر کسی چارج شیٹ کے in detention رکھیں گے۔ آخری اور چھٹی بات جو ہم نے کہی تھی کہ جن لوگوں کو آپ نے detain کیا ہے ان لوگوں کو اپنے لواحقین سے ملنے کی اجازت دی جائے۔ ہم expect کر رہے تھے کہ ان چھ basic باتوں پر فاضل وزیر صاحب اپنی پوزیشن واضح کریں گے and we were expecting that he would come out with a positive statement لیکن ہم متحدہ اپوزیشن اس بات کو محسوس کرتی ہے کہ جو جواب یا جوابی تقریر فاضل وزیر صاحب نے کی' وہ جو genuine concerns اٹھائے گئے' ان genuine concerns کو address نہیں کرتی اور جو اصل مسئلہ of disappearances کا ہے اس کو skirt around کیا گیا لہذا اس کے احتجاج میں اپوزیشن' متحدہ اپوزیشن واک آؤٹ کرتی ہے۔

(اس مرحلے پر متحدہ اپوزیشن واک آؤٹ کر گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے کہ اگر لیڈر آف دی اپوزیشن خود سن لیں ان کو۔ جی شیرپاؤ صاحب۔

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: Mr. Deputy Chairman, I had addressed, I have written all those questions that the honourable Leader of the Opposition has...

Mr. Deputy Chairman: I think, we will try to ask them to come over because they should listen to what they have raised.

آپ ان ہی کے لیے تو بیٹھ گئے دو منٹ کہ میں ان کے points کا جواب دیتا ہوں۔ غفران صاحب! آپ اور نصیر مینگل صاحب دوستوں سے کہیں کہ سنیں تو سہی۔ نیازی صاحب! میرا خیال ہے ان کو سننا چاہیے۔ جمہوری روایت یہ ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! ایک بات میں بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی بتائیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: For the first time in the history of the Parliament I have seen that after talking of the Minister, as a reply to their all queries raised on the floor of the House and all issues put before.

(Interruption)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: This is a new thing that has been created on the floor of the House, the Leader of the Opposition is now criticizing the statement of a Federal Minister, a Government policy. This is an odd phenomenon which is not present in any rule of procedure or in any Parliament of the world. This is an odd thing, it should not have been permitted, it should not have been allowed. This negates the entire democratic spirit.

Mr. Deputy Chairman: Your point is noted.

جی شیرپاؤ صاحب آپ جواب تو دیں۔

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: Mr. Deputy Chairman, the question is that he has said that where are the allegations, charges meetings with the lawyer ect. I have addressed them. In this way, No. 1, a case of Sanaullah's brother who lodged an FIR and he said that he is missing, so, I have answered that because he is missing.

جناب ڈپٹی چیئرمین، صحیح۔ منسٹر صاحب کو سن لیں۔

Mr. Aftab Ahmed Khan Sherpao: No. 2, the others I said they have not logded any FIR. If he has gone to the High Court, he is an

honourable Senator, he should, you know, ask the High Court to lodge his FIR. When Sanaullah Baloch's FIR can be lodged, why can't that be lodged. And I had mentioned, given a reference to Sanaullah Baloch for this specific reason that Mr. Asfandyar Wali Khan said that Sanaullah Baloch rang him up from America and said, as I said, that is why I referred to him. Not for any.....

جناب ڈپٹی چیئرمین: ایک منٹ please پوچھتے ہیں۔ نصیر مینگل صاحب۔

سینیٹر میر محمد نصیر خان مینگل: وہ نماز پڑھ کر آ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: وہ نماز پڑھ کر پھر آ رہے ہیں۔ ہم بھی پھر نماز پڑھنے کے لیے اٹھ کر چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے تو کہہ دیا ہے جو جواب شیرپاؤ صاحب نے دینا تھا۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین: جی بالکل۔ We go now for the Call Attention Notices. جی۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! پروفیسر خورشید صاحب نے ایک issue ابھی raise کیا میٹنگ کا جو آج ہونی تھی۔ میرے خیال میں پروفیسر خورشید صاحب جو ایک بڑے senior Parliamentarian ہیں ان کو appreciate کرنا چاہیے کہ حکومت وقت نے جو task force بنائی ہے اور خاص کر جو Parliamentary Committee کی رپورٹ، مشاہد حسین سید کی رپورٹ ہے، اس پر جو عملدرآمد ہو رہا ہے اس کی بھی ذرا وضاحت کر دوں کہ پچھلے تین دن سے ہم ان کی تقریریں سن رہے ہیں لیکن یہ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ جب حکومتی بنچوں سے ہم بولتے ہیں تو اپوزیشن واک آؤٹ کر جاتی ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ جلدی واپس آئیں گے اور کچھ ہمارا point of view بھی سنیں گے۔

جناب چیئرمین! جو جواب وزیر داخلہ نے دیا وہ سب نے سن لیا ہے لیکن یہ بھی کہا گیا ہے کہ مشاہد حسین سید کی جو رپورٹ تھی اس پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ

بالکل غلط ہے اور یہ حقیقت نہیں ہے۔ 35 سفارشات اس کمیٹی نے کی تھیں ان میں سے 30 پر عملدر آمد ہو چکا ہے' یہ حکومت وقت کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہ بتاتا چلوں کہ ابھی اس Task Force کے لیے وزیراعظم نے مجھے nominate کیا ہے' یہ کام میرے حوالے کیا ہے اور پچھلے تین مہینوں میں ہم نے تین' چار meetings اس سلسلے میں کی ہیں کہ قومی اسمبلی اور سینیٹ کی جو joint سفارشات ہیں ان پر ہم کیسے تیزی سے عملدرآمد شروع کریں۔ پچھلے ماہ 13th July کو وزیر اعظم نے ایک کمیٹی خصوصی طور پر خود بلوچستان کے لیے chair کی اور پروفیسر خورشید احمد صاحب جو سات اگست کی بات کر رہے ہیں' ان کو 13th July کو بھی دعوت دی گئی تھی اور مولانا شیرانی صاحب جو صوبہ بلوچستان میں جمعیت کے امیر ہیں' ان کو بھی دعوت دی گئی یعنی ہم کوئی چیز چھپانا نہیں چاہتے اور میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن والے جب بھی چاہیں ہم ان کو اس پر briefing دینے کے لیے تیار ہیں کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ حقیقت پر مبنی ہے اور اس کمیٹی کی جو سفارشات ہیں ان پر عملدرآمد ہو رہا ہے۔ جو meeting بلوچستان کی development پر آج ہونی تھی' وہ اب 11August تک postpone کی گئی ہے' جسے خود وزیر اعظم chair کریں گے اور وہ ہر ماہ یہ meeting کریں گے جس میں پروفیسر خورشید احمد صاحب اور مولانا شیرانی صاحب کو بھی دعوت دی گئی ہے۔ میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ پچھلے تین دن سے جو ہم سن رہے ہیں کہ کسی چیز پر وہ رپورٹ ہے' وقت ضائع ہوا' یہ ہوا' وہ ہوا۔ اپوزیشن کو چاہیے کہ جو کام ہو رہا ہے' اس کو بعض مرتبہ appreciate بھی کریں۔ یہ نہیں کہ جو اچھا کام ہو رہا ہے' وہ بھی برا ہے اور برا کام تو خیر برا ہی ہے' خاص طور پر ہمارے مندوخیل صاحب جو ہمیشہ autonomy کی باتیں کرتے ہیں' میرا تعلق بھی ایک چھوٹے صوبے سے ہے' پچھلے سیشن میں انہوں نے فرمایا تھا کہ مشترکہ مفادات کونسل کیوں نہیں بنائی جا رہی' یہ autonomy کی بڑی سخت ضرورت ہے' وغیرہ' وغیرہ۔ اب یہ بن چکی ہے اور اس کی ایک میٹنگ بھی ہو چکی ہے کاش! اس کے بارے میں اتنا تو کہا جاتا کہ ہم اس عمل کو appreciate کرتے ہیں کہ حکومت وقت نے مشترکہ مفادات کونسل کو نہ صرف تشکیل دیا ہے بلکہ اس کی پہلی میٹنگ بھی ہو چکی ہے۔

جناب چیئرمین! جب اپوزیشن واپس آ جائے اور اگر وہ مناسب سمجھیں تو میرے پاس

بے شمار اعداد و شمار ہیں' میں ان کو بتا سکتا ہوں کہ اس وقت development کا کتنا کام ہو رہا ہے اور یہ اس لیے نہیں کہ ہم پر اپوزیشن کا کوئی دباؤ ہے بلکہ اس لیے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ پاکستان کے جو کم ترقی یافتہ علاقے ہیں ان کو ہم دوسرے علاقوں کے برابر لائیں۔ اس سلسلے میں اگر چاہیں تو میرے پاس سارے اعداد و شمار موجود ہیں کہ جو 134, 135 billion rupees اس وقت خرچ ہو رہے ہیں جیسا کہ ہماری جو کوسٹل ہائی وے ہے' یہ سٹارشات میں شامل نہیں تھی کہ آپ کوسٹل ہائی وے بنائیں لیکن کوسٹل ہائی وے بنائی جا رہی ہے۔ ہمارے بعض ممبران فرماتے ہیں کہ یہ تو پچھلی حکومت نے فیصلے کیے تھے' آپ نے کاغذوں میں ضرور فیصلے کیے ہوں گے لیکن ان کو عملی جامہ پہنانا موجودہ حکومت کا کارنامہ ہے۔ گوادر ہے' میرانی ڈیم ہے' پاکستان کی نیشنل ہائی وے اتھارٹی کا 36% جو total expenditure ہے وہ صوبہ بلوچستان پر لگایا جا رہا ہے۔ ایسے WAPDA کے بے شمار projects ہیں' roads ہیں' گیس پر کام ہو رہا اور اگر وہ چاہیں تو کمیٹی کی جو 35 recommendations ہیں انہیں ایک ایک کے متعلق بتا سکتا ہوں کہ کن کو عملی جامہ پہنا دیا ہے لیکن غلط تاثر دینا کہ کوئی development نہیں ہو رہی ہے' صرف لڑائی مارکٹائی ہو رہی ہے' کوئی ایسی بات نہیں ہے اور ان کو چاہیے کہ وہ ایک ایسا ماحول وہاں پیدا کریں' اس وقت حکومت وقت چاہتی ہے کہ بلوچستان میں کام ہو' بلوچستان میں development ہو' وہاں کے لوگوں کو روزگار ملے۔ ان کو چاہیے کہ وہ اس میں ہمارا ساتھ دیں' اگر وہ genuinely چاہتے ہیں کہ بلوچستان میں development ہو۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ۔ سینیٹر ولی بادینی صاحب۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: جناب چیئرمین صاحب! جو وزیر صاحب نے ترقیاتی کاموں کے متعلق بتایا اس کی ہم تائید کرتے ہیں کہ یہ سب اسی گورنمنٹ کے کارنامے ہیں۔ اس سے پہلی ترقیاتی کام کسی نے نہیں کیے سوائے کاغذی کارروائی کے۔ میرا معزز وزیر صاحب سے ایک سوال ہے کہ بلوچستان کمیٹی کے ہم بھی ممبر ہیں' وہ Opposition کو بلاتے ہیں' ہمیں نہیں بلاتے اس کی کیا وجہ ہے۔ صرف ہم ان کی باتیں ہی سنتے رہیں۔ Meetings بھی ہو جائیں اور ہمیں خبر تک نہ ہو اور ہم جواب بھی نہ دے سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے آپ وزیر صاحب کے office میں بیٹھ کر یہ سارا مسئلہ حل کرلیں۔ وہ آپ کو چائے بھی پلائیں گے اور خاطر تواضع بھی کریں گے۔ سلیم سیف اللہ صاحب، if you could take the seat, please سینیٹر دلاور عباس بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں اور وہ بھی اسی سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ان کا اکٹھا جواب دے دیں۔

Senator Dilawar Abbas: Mr. Chairman, I just endorse what has been said by Senator Saleem Saifullah Khan because I am also member of that implementation Committee as well. I think the only thing about the progress which really has been made on this, is gas formula which was given by this Committee under my name and last meeting we had which was attended by myself, Saleem Saifullah Khan, Chief Minister of Balochistan, Finance Minister of Balochistan, Chief Secretary and all the members from the Parliament there, I think we are making a head way. In last meeting I talked to the Chief Secretary and he informed me that the formula is acceptable to them with one condition that they would like to get package on the outstanding dues what they are claiming on the Federation in the shape of the royalty and the gas development surcharge. I think we will find the solution soon and as Senator Saleem Saifullah who is Minister concerned as well, he deliberated upon and there is a lot of progress going on the implementation of those recommendations and as he said that 30 recommendations have been already implemented. Sir, those have been implemented and the Opposition must first see what has been implemented and what is outstanding. Just to criticise that this has not happened, this is not happening, is wastage of time and all that, this is

actually they are wasting their time. So, I would like to stress upon the Opposition that they must carefully stand steady and see what is going on. I think just by sitting there by sitting here or standing up and saying this has not happened, actually they are not having full knowledge of what is happening. Thank you very much sir.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب! مجھے اجازت دیں تو میں سوالوں کا جواب دے سکوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، مجھے پتہ ہے آپ نے National Assembly بھی جانا ہے لیکن 10 minutes wait کریں۔ جی سلیم سیف اللہ صاحب۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان، جناب چیئرمین! آپ کا خود تعلق صوبہ بلوچستان سے ہے اور ماشاء اللہ بڑے متحرک سینیٹر ہیں، ڈپٹی چیئرمین ہیں۔ آپ کو خود صورتحال کا علم ہے کہ اس وقت صوبہ بلوچستان میں کتنا کام ہو رہا ہے۔ میرے فاضل دوست بھائی سینیٹر صاحب نے جو فرمایا ہے کہ انہی بھی شامل کیا جائے۔ جہاں تک وزارء کا تعلق ہے انہوں نے ایک ٹاسک فورس بنائی ہے۔ اس کا میں کچھ نہیں کہہ سکتا صرف سفارش کر سکتا ہوں کہ جس جس کو وہ بلانا چاہیں ان کی مرضی ہے لیکن میں آپ کے ذریعے جتنے ہمارے بلوچستان کمیٹی کے نیشنل اسمبلی اور سینیٹ کے ممبران ہیں۔ آپ اگر ایک date دیں تو میں ان کو brief کرنا چاہوں گا کہ جو کچھ کام آج صوبہ بلوچستان میں ہو رہا ہے۔ پارلیمانی کمیٹی کی سفارشات پر کتنا عمل ہوا ہے۔

That I leave it to you sir whenever you give me the date. I will come here and explain to the members. Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین، ولی بادینی صاحب، آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، میں تھوڑا سا کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے کہ call attention کے بعد لیتے ہیں کیونکہ نیازی صاحب نے ادھر جا کر اپوزیشن کو face کرنا ہے۔ ولی صاحب آپ اپنی سیٹ پر چلیں

آپ off track ہو گئے ہیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، جناب چیئرمین! ہم اس کمیٹی کے شروع سے ممبر ہیں۔ ہم مشاہد حسین صاحب کے ساتھ گوادر، کوئٹہ، گرمی میں، رمضان میں meetings کرتے رہے۔ اب ہم وزیر صاحب سے کہتے ہیں کہ جو میٹنگ ہوگی ایک دفعہ تو آپ ہمیں briefing دیں گے، اس کے بعد ہم کیا کریں گے۔ ہم ظاہر بات ہے کہ سنتے ہیں، ہمیں خوشی ہے، ہم بھی بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ مہربانی کر کے وزیراعظم صاحب کو کہیں کہ ان ممبروں کو بلائیں جو ہمیشہ ساتھ رہے ہیں۔ ہمیں پتہ ہی نہیں چلتا کیا ہو رہا ہے۔

(اس مرحلے پر اپوزیشن واک آؤٹ کے بعد واپس آ گئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ جناب۔ The point is carried. Now we come to the Call Attention Notices please. چونکہ نیازی صاحب نے request کی ہے کہ ادھر انہوں نے دو سوالوں کے جواب دینے ہیں لہذا ان سے جو concerned ہے This is Call Attention Notice No. 4.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, then we will take up No. 3 after this.

جناب ڈپٹی چیئرمین، پہلے نمبر 4 لے لیتے ہیں۔ خالد صاحب تو آج ادھر ہی ہیں کیونکہ یہ بڑی مشکل سے ہاتھ آئے ہیں۔ سینیٹر حمید اللہ آفریدی صاحب یا سینیٹر شاہد حسن بگٹی، اسفندیار ولی صاحب، حافظ عبدالمالک قادری، میاں رضا ربانی، سینیٹر محمد اسمعیل، سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر صاحب، سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی اور سینیٹر ڈاکٹر ساعد ان کے behalf پر میرا خیال ہے کہ آپ ہی بات کر لیں۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جناب چیئرمین! پچھلے دنوں میں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، پہلے اس کو پڑھ لیں تاکہ ریکارڈ پر آجائے۔ جو کچھ نیازی صاحب سکھا رہے ہیں ان سے کچھ سیکھیں۔

Senator Hameedullah Jan Afridi: Senators Shahid Hassan

Bugti, Mr. Asfandyar Wali, Hafiz Abdul Malik, Mian Raza Rabbani, Mr. Muhammad Ismail, Mr. Abdur Rahim Khan Mandokhail, Dr. Safdar Ali Abbasi, Dr. Zaheeruddin Babar Awan, Dr. Muhammad Said and Mr. Hameed to draw the attention Minister of Incharge of Establishment Division.

جناب ڈپٹی چیئرمین، ایک منٹ جی۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi : Senator Shahid Hassan, Senator Abdul Malik and Senator Raza Rabbani, not more than that, the real Call Attention Notice is there, for signature and therefore.....

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی ، یہ پھر سینیٹ نے غلط پرنٹ کیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، دوسرے پڑھ دیتے ہیں۔ نیازی صاحب! اسفند یار ولی صاحب کا نام ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جن کا کہیں ہم ان کو کھڑا کر دیتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، یہ Order of the Day table پر رکھا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، نیازی صاحب! آپ کے پاس up dated نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، یہاں تو سینیٹر عبدالمالک، سینیٹر رضا ربانی، شاہد بگٹی کے دستخط ہیں اور کسی کے نہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، حمید اللہ آفریدی صاحب! میرا خیال ہے ان کو لیٹ پہنچا ہے۔ رضا ربانی صاحب آپ پڑھ لیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، نہیں جناب! حمید اللہ پڑھ رہا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، نہیں اس کا تو نام ہی نہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا ربانی صاحب! دیکھیں جو نیازی صاحب کو letter گیا ہے۔ یہ پہلی والی چٹھی ہے، دوسری چٹھی شاید ان کو ملی ہی نہیں ہے۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی ، جناب والا! یہ Order of the Day table پر پڑا ہوا ہے اس میں clearly سب کے نام mention ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وہ تھوڑا لیٹ ہو گیا ہے۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، ٹھیک ہے ان کو پھر لیٹ ہو گیا ہو گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، وہ صحیح بات کر رہے ہیں۔ ان کو جو نوٹس ان کے آفس کے ذریعے پہنچا ہے اس میں آپ کے نام short ہو گئے ہیں۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، ان کا یہ مسئلہ حل کر دیتے ہیں۔ Sir, I, on behalf of the others would like to draw.....

جناب ڈپٹی چیئرمین، ٹھیک ہے جی، مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ حمید اللہ آفریدی صاحب۔ نیازی صاحب کے پاس پہنچ گیا ہے۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi : Mr. Deputy Chairman, as a token of respect to it, otherwise there are only three names, rest of the names are missing from the original. Let them talk.

Mr. Deputy Chairman: That is very nice of you. That is very sweet of you.

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی ، شکریہ نیازی صاحب، آپ کا بہت بہت شکریہ۔

I on behalf of the others would like to draw attention of the Minister Incharge of Establishment Division to a matter of sufficient public importance regarding:-

"The recent decision of the Selection Board not recommending a single officer for promotion to grade 21 from the province of Sindh,

Balochistan, NWFP and FATA."

جناب ڈپٹی چیئرمین، اس پر پانچ منٹ بول لیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، جناب والا! انہوں نے پورا explain کر دیا ہے۔

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، نہیں جناب والا! یہ بالکل explain نہیں ہے۔

I would like to have three minutes, like you know to bring some important points into the notice of honourable Minister.

جناب ڈپٹی چیئرمین، ٹھیک ہے۔

Senator Hameedullah Jan Afridi: Thank you, Mr. Chairman, I would like to draw your attention to the newspaper which published this news and it is of a great importance. Mr. Chairman, criterion for promotion from grade 20 to 21 which previously was the aggregate of 75 marks to be promoted from 20 to 21. But recently the threshold has been raised from 75 to 80. Due to increase from 75 to 80, 75% of the area has been neglected from the promotion. They have deprived of

جس میں بلوچستان، سندھ، فرنٹیئر اور فاٹا شامل ہے۔ اس میں بنیادی طور پر ایک fact جس کو نظر میں رکھنا چاہیئے with the passage جتنی بھی promotions ہوئی ہیں، یہ جتنے neglected, high official بھی deprived provinces ہیں ان کے high ranking میں عنقریب کوئی federal level پر ہمیں نظر نہیں آئے گا۔ یہ 75 کے threshold mark کا سندھ ہائی کورٹ کا decision بھی ہے کہ اس کو 75 ہی رکھا جائے اور previously اس میں جتنی بھی promotions ہوئی ہیں، اس کا 75 threshold ہی تھا۔

اس کے علاوہ اگر criterion best of the best کا انہوں نے نکالنا ہے اور یہ best of the best کی selection ہے تو best of the best کی justification دی جائے کہ selection within the provinces ہونی چاہیئے۔ ایک Aitchisonion کو اگر آپ کسی

tribal area سے compare کریں یا صوبے کے کسی backword area کے علاقے سے تو that is very much obvious کہ best of the best ان میں comparatively کون ہوگا۔ اگر best of the best ہونا ہی ہے تو ان کو چاہیے کہ وہ within the province best of the best کریں۔ اس میں ہماری گزارش یہ ہے کہ جو recommending body کا selection تھی، جنہوں نے یہ board کیا ہے وہ ایک recommending body ہے اور P.M. is not bound کہ انہوں نے جو recommendations دی ہیں ان کو وہ implement کرے بھی۔ اس میں ہماری درخواست یہ ہے کہ honourable Minister صاحب کے under کوئی کمیٹی بنائیجائے اور اس میں اس چیز کو دیکھا جائے کہ threshold بڑھانے کی وجہ کیا ہے۔ Threshold کیوں 75 سے 80 کیا گیا ہے۔ اس کو reconsider/review کیا جائے تاکہ باقی جو deprived provinces ہیں اور جو FATA کے علاقے ہیں ان کو بھی اس میں representation ملنی چاہیے تا کہ ان areas اور علاقوں میں سے بھی promotion کے لیے consider کئے جائیں۔ Thank you جناب چیئرمین۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ۔ حمیداللہ جان آفریدی صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں کہ all animals are equal but some are more equal than others یا there are blue eyed boys here and there. ہاں! اسی طرح کہہ جاتے ہیں۔ Thank you جی۔ اب نیازی صاحب coming up with the answer.

ڈاکٹر شیرافگن خان نیازی، جناب والا! بڑی خوبصورتی سے اپنے case کو پیش کیا ہے اور ان کا یہ کہنا بجا کہ تین صوبے پاکستان کے بنیادی federating units ہیں ان کا بھی civil services میں equal right ہے۔ ایک بات انہوں نے confuse کر دی ہے اس میں promotion is different from appointment یہ کہ سوچا نہیں جب 17 and above appointment ہو گی، اگر 17 کے لیے CSS کے امتحان ہوں گے تو وہاں پر تو میں نے بتایا کہ there is a quota allocated to refer that all four federating units and parts of Pakistan properly تاکہ یہ نہ ہو کہ ایک صوبہ ساری کی ساری seats لے جائیں اور بقیہ رہ جائیں

there have been allocated special quota and out of that their merit is counted when they are there, for example, in Frontier 100 people are contesting in CSS and the seats are 25, out of 100, 25 will be allotted to them, those who are at the upper level. Therefore, they shall be given, they will not be given to the Punjab or somebody else. Here the question is quite different and he said that there is promotion going on from grade 20 to 21 and all 3 federating units have been ignored due to quantification. Quantification means a guage has been fixed that anybody who has got in his life career of his service more than 70 or 75, he qualifies to be promoted to upper grade. Therefore, he says that it has been enhanced to 80 instead of 75. This is not the thing, the source not confirm which has put it in the papers that quantification has been increased abruptly for the promotion from 75 to 80. This is not true, this is just rumour, this has not been said properly, nothing has been done like that. Here all the provinces are to be considered when there is a pool of officers to be promoted from 20 to 21, and the rights of the provinces are vested in for promotion without merit or not, they are not, on merit they are to be promoted. If they fall in the pool and they attain by due quantification 75 and above, they will be promoted whether they belong to Balochistan, they belong to Frontier, they belong to Sindh, they belong to the Punjab. If 5 are to be promoted and 5% are coming from Balochistan, the good quantification, they will be all promoted from Balochistan, they will not be promoted from other provinces, they are promoted because they qualified to be promoted

on merit, principle and with a lay out which is 75 or more than 75. If you look it back, there were two persons who were left over, they were having more than 75 quantification, one was having more than 80, other was having 76 and Mir Zafarullah Khan Jamali, the then Prime Minister corrected the list, they were ignored and one of them was from Balochistan, he was duly promoted for grade 21. Therefore, the honourable Senator has been misled by the News, the proceeding which was to be recorded in a proper form, they have not been recorded so far, I have as asked the Establishment Secretary, he has told me, the minutes have now been recorded properly now and no list has been provided to the Prime Minister. He is to approve whatsover is going to be given to him Therefore, the whole story is fake and the information is not correct. 80 quantification has not been done. It is still 75. If anybody falls in the ambit of 75 and above from any of the four provinces of the federating units. they will be duly promoted on merit. No, discrimination, no discrepancy will happen. I assure this agust House.

Mr. Deputy Chairman: I think the honourable Minister has clarified the position very categorically.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I want to clarify regarding application of revised provincial region quota. Sl. No. 40, reference Establishment Division Office Memorandum No. F. 8/9/72-Trv, dated the 31st August, 1973 and its main theme, authority Establishment Division O. M. No. 7/15/73-Trv, dated 28-11-1973. Now, I read that paragraph out of

that: This is Esta code 2000 edition:-

"The provincial regional quotas don't apply to post whereby by promotion . These are applicable to direct including lateral entry appointments."

Mr. Deputy Chairman: I think Hameedullah Afridi Sahib

اب انہوں نے categorically کہہ دیا

Senator Hameedullah Jan Afridi: Thank you , Chairman Sahib, the Minister has, like you know

ریکارڈ کے ساتھ کہ five threshold ہی ہو گا

they will be definitely considered. So, we are satisfied with that.

Mr. Deputy Chairman: Thank you and Sher Afghan Sahib can now go to the National Assembly . He has clarified the position that anybody attaining 75 points in quantum will be promoted and other than that is all wrong.

سینیٹر اسفندیار ولی، کل اگر اس پر کوئی گڑبڑ ہوئی تو---

جناب ڈپٹی چیئرمین، اس وقت نیازی صاحب بھی ہمارے ساتھ ہوں گے۔

ڈاکٹر شیرافگن خان نیازی ، اگر کوئی غلطی ہو گی تو میری ہوگی I am the Incharge Minister of Establishment. میں ذمہ دار ہوں۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. I go to Item No. 3. Call Attention Notice

ہے سینیٹر میاں رضا ربانی صاحب کا۔ Please read it.

ڈاکٹر شیرافگن خان نیازی، ایک clarification ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی ایک اور clarification جی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، وہ یہ ہے کہ

If there are vacancies and more than five are clarifying, more than 75 quantification. If the top five are having 80,85,84,79 rest of them will be left as such. It does not mean that 75 will be promoted only against the vacancies falling vacant shall be promoted. Others will be considered due, if something is wrong with anybody is done from above then matter will be replacing that person.

سینیٹر حمید اللہ جان آفریدی، جو پرانا تھا اسی criteria کے تحت ہوگا that is more than enough. Threshold بنانے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No need of any increase in that from 75 to 80. Though it is being followed, it is prescribed. I have given the quote 2000 Esta code.

'Then you can say that ہے تو amendment آپ اس کو پڑھ لیں اس میں اگر کوئی the thing has been changed otherwise not.

Mr. Deputy Chairman: OK, thank you.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, Item No. 3. The proposed bifurcation of Civil Aviation Authority being taken up.

جناب چیئرمین صاحب! مجھے نہایت افسوس سے یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ موجودہ حکومت اپنی اس پالیسی، جس کے تحت وہ پاکستان کے strategic assets کو غیرملکیوں کے ہاتھ فروخت کر رہی ہے، اس پالیسی کو اس نے برقرار رکھا اور رکھ رہی ہے۔ مجھے یہ بھی بات بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتی ہے کہ یہاں پر جب بائیکاٹ تھا تو یہ کہا گیا کہ اپوزیشن کو چاہیے تھا کہ وہ کم از کم Council of Common Interests کی جو meeting ہوئی ہے، اس کی تشکیل اور meeting پر حکومت کو مبارکباد دیتے لیکن وہ شاید اس بات کو بھول گئے کہ Council of Common

Interests کی تشکیل اس ہاؤس کے دباؤ کی وجہ سے نہیں، سپریم کورٹ کے short order کی سٹیل مل کے case کی وجہ سے معرض وجود میں آئی اور بدقسمتی سے اس پہلی meeting کے اندر دوسرے بین الصوبائی مسئلے جو اہم تھے۔ جیسے پانی کا مسئلہ تھا، دوسرے مسئلے تھے ان مسئلوں کو نہیں take up کیاگیا لیکن selling the family silver کو take up کیا گیا اور وہ transaction جو ماضی میں ہو چکی تھیں ان transactions کو o.k. کیا گیا اور سٹیل مل جس کے اوپر short order آیا اور جس کی privatisation کو سپریم کورٹ نے set aside کیا اس کے detailed order کو vet کرنے کے بغیر اس کو بھی ایک بار Council of Common Interests نے پھر o.k. کہہ دیا۔

جناب چیئرمین! لیکن بات یہاں پر نہیں رکتی، سول ایوی ایشن اتھارٹی کے اوپر بات آتی ہے۔ سول ایوی ایشن اتھارٹی ایک حساس ادارہ ہے۔ سول ایوی ایشن اتھارٹی پاکستان کے ایئر پورٹس، پاکستان کے سکائی ویز اور پاکستان کے ریڈار، تمام چیزوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ یہ حکومت اپنی ماضی کی policies کو مدنظر رکھتے ہوئے اور Foreign Agenda کو آگے بڑھاتے ہوئے اب یہ چاہ رہی ہے کہ CAA کو پہلے تو bifurcate کیا جائے اور bifurcate کرنے کے بعد اسکے حصے کو privatise کر دیا جائے۔ جناب چیئرمین! ہم اس کی سختی کے ساتھ مخالفت کرتے ہیں اور یہاں پر میں آپ کے سامنے یہ بات رکھنا چاہتا ہوں کہ اس چیز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے جو ایک Dubai-based Foreign Company ہے Mecanzi کے نام سے، اس فارن کمپنی کو بغیر کسی tender نوٹیفکیشن کے، اخبارات میں دیئے بغیر اس کو ایک perhaps the highest deal of half a million US dollar اس کو دیئے گئے ہیں کہ وہ اپنی ایک رپورٹ تشکیل دے، جس رپورٹ کے تحت CAA کو bifurcate کیا جائے گا اور اس کی privitization کو آگے لے کر جایا جائے گا۔ تو سب سے پہلا scam یہ سامنے آیا کہ ایک فارن کمپنی کو Consultant رکھا گیا، اس کی کوئی tendering نہیں کی گئی کہ یہ رپورٹ وہ بنا رہے ہیں اور دوسری side پر the highest fee CAA has paid today is being offered to them اس کے اوپر یہ کہ تمام taxes جو اس کمپنی کو دینے چاہییں تھے اپنی fee CAA وہ تمام taxes خود دے رہی ہے اور کہہ رہے ہیں کہ یہ ایک بڑی صاف اور شفاف چیز ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کے توسط سے یہاں پہ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس چیز کو عملی جامہ پہنانے کے لیے سول ایوی ایشن اتھارٹی کے اندر تبدیلیاں لائی جا رہی ہیں' سول ایوی ایشن اتھارٹی کے اندر اگست کے مہینے میں یا غالباً 22 اگست سے ایک نئے شخص کو as Director General introduce کیا جا رہا ہے اور وہ شخص جناب فاروق رحمت اللہ صاحب ہیں جو اس وقت Shell Pakistan کے چیف ہیں یہاں پر یہ بھی دیکھیے کہ کیسا co-incidence ہے کہ PIA کو جو اب کرمانی صاحب Head کر رہے ہیں' ان کا تعلق PSO سے تھا اور اب دوسرا سویلین جو ایویایشن اتھارٹی کو Head کر رہے ہیں ان کا تعلق بھی Shell کے ساتھ ہے جو ایک Multinational Company ہے' ان کو یہاں پر لایا جا رہا ہے اور وہ جب یہاں پر آئیں گے تو وہ Macanzi کی رپورٹ which is under the titled of re-orienting Pakistan's CAA اس رپورٹ کو عملی جامہ پہنائیں گے۔ جیسے میں نے آپ سے پہلے کہا کہ یہ رپورٹ کہتی ہے کہ CAA کو دو حصوں میں divide کر دیا جائے' اس کے ایک حصے کو privatize کر دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین! اس کے لیے اس رپورٹ میں یہ کہا گیا ہے کیونکہ یہ CAA کا جو Ordinance ہے اس کی amendment کے بغیر نہیں کیا جا سکتا لہذا اس رپورٹ میں اس کو عملی جامہ پہنانے کے لیے amendments بھی suggest کی گئی ہیں اور اب یہ دیکھنا ہے کہ آیا وہ amendments پارلیمنٹ میں لائی جاتی ہیں یا رات کے اندھیرے میں ایک Ordinance کے ذریعے ان کو نافذ کر دیا جاتا ہے کہ یہ جو باہر کی companies ہیں' وہ پاکستان کے strategic assets پر اپنا قبضہ جما سکیں۔ جناب چیئرمین! جو سب سے بڑا مسئلہ ہے وہ یہ ہے میں آپ کے توسط سے if you just allow me I read this.

"It says that the real estate, this is the crunch question that the real estate around Karachi, Lahore and Islamabad airports is said to have a market value of around $240 million. If developed successfully, this land could be worth $1.5 to $2 billion. This potential value might be one of the reasons why the land has only been developed haphazardly now. Several

stakeholders want a stay in the processs and thereby hinder rather than support a successful development."

Since the land cannot be sold, joint ventures seem the best mode for engaging private sector developers. Why can't the CAA or the Government do it itself? Who is behind this lands scam? "Since the land cannot be sold under the Ordinance, joint ventures seem to be the best mode for engaging private sector developers. The CAA would set up a subsidiary into which the real estate assets are rolled. The CAA would be set up a subsidiary to which these assets would be transferred. This subsidiary can then enter into equity, partnership and mortgage the land, enter into equity partnership and mortgage the land for necessary funds as suggested by McKinsey report."

اب جناب چیئرمین! ایک side پر تو اونے پونے داموں آپ نے یہی حبیب بنک کے ساتھ کیا، حبیب بنک کی وہ تمام properties اونے پونے داموں بیچ دی گئیں۔ CAA ایک حساس ادارہ ہے، آپ اس کو بھی privatize کرنے جا رہے ہیں اور اس کے ساتھ جو درحقیقت main چیز ہے وہ CAA کی properties اور زمینیں ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، رضا ربانی صاحب! آپ نے یہ جو Article پڑھا ہے یہ کہاں چھپا ہے؟

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, "The News" today.

Mr. Deputy Chairman: In the "News' of today?

Senator Mian Raza Rabbani: Yes sir, I can place this on therecord.

جناب ڈپٹی چیئرمین، ذرا بیٹھیے، میں صرف سینیٹر سعدیہ عباسی صاحبہ کو she is

she must be' کیونکہ ان کے بھائی بھی airline چلا رہے ہیں eager to say something having some inside information.

Senator Saadia Abbasi: No, it has nothing to do with my brother's airline. The fact of the matter is that the reason I have stood up to say something is,

کہ Steel Mills کی privatization میں جناب شریف الدین پیرزادہ صاحب نے یہ کہا تھا کہ سینیٹ اور نیشنل اسمبلی نے privatization of Steel Mills support کیا' پھر جب انہوں نے ریکارڈ منگوایا اور مجھے اس بات کی بے حد خوشی ہے کہ جب انہوں نے سینیٹ کا record check کیا اور پڑھا تو انہوں نے کہا کہ اس میں تو privatization کو oppose کیا گیا تھا اور National Assembly کا record یہ show ہی نہیں کر رہا تھا کہ انہوں نے کوئی دلچسپی بھی دکھائی تھی۔ اس لیے میں Members سے یہ کہوں گی کہ ان باتوں اور ان چیزوں میں حصہ لیں کیونکہ جس طرح یہ لوگ ملک کے assets کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں' ایک دو سال کے بعد اس ملک میں کچھ بھی نہیں رہے گا اور ہماری future generation کے پلے تو کچھ بھی نہیں ہو گا۔ میں نے آج کے اخبار میں جب CAA کی privatization کے بارے میں پڑھا تو دنگ رہ گئی۔ کون اپنی Civil Aviation Authority کو privatize کرتا ہے؟

I mean the most ridiculous thing that a government can even think about. Specially a country like Pakistan

Civil Aviation کہ internal نہ external situation secured ہے اور پھر یہ کہنا جس کی head bifurcate کر کے رحمت اللہ صاحب کو لائیں گے۔

The person who is heading Civil Aviation today is a very very competent man and his record speaks for itself and why should there have been just bifurcation of decision making and specially in an organization which acquires a very strong command and control. So, it is amazing that they

can come up with something like this and as regards privatization, there is going to be an exhaustive debate in this House during this session and we are going to take up each and every issue. Specially the issue of the privatization of the Steel Mill and the undue haste with which Council of Common Interests has decided to reprivatize Pakistan Steel Mill. It is a contempt of the proceedings of the Supreme Court. It is the contempt of those nine judges, who took three weeks to decide and then they came to the conclusion thar there are acts of ommissions and commissions in the sale of the Steel Mill and for them to come as a first thing that it is a spyful act of this government and they will have to pay for it but we are going to debate that in due course but as regards privatization of CAA, I once for all oppose and very strongly oppose it and it is not in the national interest of Pakistan.

جناب ڈپٹی چیئرمین، پروفیسر خورشید صاحب۔ سردار صاحب تھوڑا سا سن لیں کیونکہ جب national interest کی بات آ جائے تو اسی طرح سے evolve ہوا تھا اور Steel Mill کا معاملہ سپریم کورٹ میں گیا پھر وہاں سے decision آیا تھا۔ کچھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں' آپ کو سب up date کردیں گے تا کہ پھر آپ ہمیں بتا دیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! بہت بہت شکریہ۔ جیسا کہ ہماری بہن سعدیہ عباسی نے کہا کہ پچھلے تین سال سے سینیٹ مسلسل یہ کوشش کر رہا ہے کہ privatization کے نام پر جس طرح ملک کے ان اثاثوں اور اداروں کو جو ایک طرف strategic اہمیت کے حامل ہیں۔ پچھلے دنوں آپ نے غالباً 129 units کو privatize کیا ہے' ہم نے ہر ایک کے بارے میں بات نہیں کی لیکن جو strategically important ادارے ہیں' خواہ ان کا تعلق PTCL, Habib Bank, Steel Mill یا KESC سے ہو' یہ strategic اہمیت کے ادارے

ہیں۔ اصولی اور security کے اعتبار سے ان کا privatize کیا جانا غلط ہے۔ اگر کہیں inefficiency ہے اور بلاشبہ ہے تو اس کا حل موجود ہے۔ Management کے ایک نہیں دسیوں model ہیں۔ حتیٰ کے privatization کے بھی بہت سے models ہیں' یہ نہیں ہے کہ آپ ہر چیز کو اس طرح سے open کردیں کہ باہر کے ادارے آ کر ان strategic assets پر قابض ہو جائیں۔ میں یہاں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ امریکہ جہاں صرف port services اور وہ بھی ایک ایسی کمپنی جو UAE سے متعلق تھی اور جس کے پیچھے امریکنوں کی managemant اور interest بھی تھا اور یہ صرف 22% control کرنے والے تھے لیکن اس کی اجازت نہیں دی گئی۔ ساری دنیا میں جو privatization کی تبلیغ کر رہے ہیں لیکن ان کو پتہ ہے کہ اپنے ہاں کون سی چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں باہر کے لوگوں کو آنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ پہلی چیز تو یہ جناب! دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے ڈر ہے' آج صبح جب میں نے یہ خبر دیکھی اور میں میاں صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں اس مسئلے کو آج ہی اٹھا لیا' میں بالکل حیران رہ گیا کہ دراصل CAA, CIA کے ہاتھوں میں جا رہا ہے۔ اس لیے محض یہ نہ دیکھیے کہ کمپنی کہاں کی ہے بلکہ یہ دیکھیے پیچھے wirepulling کیا ہو رہی ہے۔ اس معاملے میں' میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں کہ privatization آج global capitalism کا ایک بہت بڑا حربہ ہے اور یہ بات میں نہیں کہہ رہا ہوں جو اس سلسلے میں اہم ترین studies باہر سے آ رہی ہیں خدا کے لیے ان کا مطالعہ کیجیے۔ مثال کے طور پر World Bank کے سابق Vice President اور Chief Economist Josef Stights جس کی کتاب Globalization and its context آئی ہے جو Nobel laureate ہیں اور اس میں اس نے ایک نہیں بیسیوں مثالیں دے کر بتایا ہے جن میں ہمارے IPP کا بھی ذکر موجود ہے۔ سعودی عرب کے اداروں کا ذکر بھی موجود ہے۔ UAE کا ذکر بھی موجود ہے کہ کس طرح دراصل ان راستوں سے ان ممالک پر قبضہ کیا جا رہا ہے' ان کے وسائل کو بھی ہاتھوں میں لیا جا رہا ہے۔ اس سے بھی زیادہ دلچسپ کتاب آئی ہے Brikeny کی جو خود economist تھا World Bank کا اور اس کا نام ہے Confessions of Economic Hit Bank یہ ایک قسم کی autobiography ہے لیکن اس میں اس نے World Bank, IMF اور یہ global ادارے International Financial Institutions کیا کھیل کھیل رہے ہیں دنیا

کی معیشت پر قبضہ کرنے کے لیے نہیں بلکہ ان ممالک کے اندر اہم اور نفع بخش اداروں سے قوم کو محروم کرکے بین الاقوامی سرمائے کے ہاتھوں میں ڈالنے کے لیے۔ خدا کے لیے اپنی آنکھیں کھولیے اور یہ راستہ اختیار نہ کیجیے۔ آخری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ bifurcation اور unbundling strategy اسی کام کے لیے استعمال کی گئی ہے۔ یہ تمام دراصل privatization کی ہی stages ہیں۔ پہلا قدم اگر آپ نہیں روکیں گے تو پھر آپ لڑھکتے ہوئے وہاں تک پہنچ جائیں گے۔ اس لیے CAA کے bifurcation, privatization کا راستہ روکنا چاہیے اگر آپ یہ کام نہیں کریں گے تو مجھے ڈر ہے کہ پھر نوبت یہ آئے گی کہ کل آپ کو اپنی Federal Government کو بھی privatize کرنا پڑے اور اس کا ٹھیکہ بھی آپ Armed Forces کو دے دیں۔ اس inefficiency کو ختم کیجیے اور strategic مفادات کی حفاظت کیجیے۔شکریہ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you. Babar Awan Sahib please be brief

کیونکہ پھر وزیر صاحب نے جواب بھی دینا ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا (وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور)، جناب چیئرمین! توجہ دلاؤ نوٹس کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، بالکل آغا صاحب یہی بات ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا، وزیر صاحب کچھ کہہ دیں کہ یہ ہے یا نہیں ہے تو پھر اس کے بعد بحث کو آگے چلائیں۔ اگر وزیر صاحب نے یہ کہہ دیا کہ اس کا وجود ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، پھر تو بہت اچھی بات ہو گی۔

سینیٹر کامل علی آغا، میرا خیال ہے پہلے ان سے پوچھ تو لیں پھر اس پر بحث کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ کا یہ point vaild ہے۔ جی I was going through it اس لیے میں دوستوں کو کہہ رہا تھا کہ

the mover has to speak for five minutes and the Minister has fifteen minutes, we have to get over it.

Rule 59 says the member who has جی ، سینیٹر وسیم سجاد (قائد ایوان)

given notice shall make a brief statement, the calling attention کا مطلب ہی

it is not an یہی ہوتا ہے کہ فوری نوعیت کا کوئی معاملہ ہے اس کی طرف توجہ دلانا ہوتا ہے

Adjournment Motion توجہ دلانا ہوتا ہے

and the Minister concerned shall make a statement on the subject. The statement by the Minister, the member shall not exceed five minutes and the statement by the Minister shall not normally exceed ten minutes

اس لیے اگر debate شروع ہو جائے گی تو باقی کام رہ جاتا ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ہاں پھر یہ لمبا ہوجاتا ہے۔ اعوان صاحب

if you help me out over it, let's see what the Minister has to say

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب چیئرمین !

I will say two, three things. I will draw the attention of the House Mr. Chairman! to this very important issue

اور اس پر میرے دو short سے comments ہیں۔ اول تو یہ ہے کہ اگر کوئی ایسی تجویز نہ ہوتی تو وہ کہتے ہیں کہ جہاں چنگاری ہوتی ہے وہاں سے دھواں اٹھتا ہے۔ آج اتنے بڑے اخبار نے responsibility لے کر اگر یہ کچھ لکھا ہے تو Meckinsey کوئی ہے اور Meckinsey کو کچھ کہا گیا تو آج کی دنیا میں کوئی کمپنیوں کے نام اس طرح چھاپنے کا risk کوئی اخبار نہیں لیتا۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ Air Defence کو privatize کرنے کے مترادف ہے I will seek your indulgence Mr. Chairman اور یہاں مجھ سے پہلے فاضل ممبران نے کہا I will be reffering to Article 153 sub-Article (4) جن شکوک کا پہلے اظہار کیا گیا تھا اور جو aruguments کیے گئے تھے Steel Mills کی privatization کے case میں ان کو تقویت

ملی جب CCI نے سارے process کو bulldoze کرکے unholly hest میں فیصلے کیے۔

جناب چیئرمین ! میں یہ مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو Council of Common Interests میں فیصلے کیے گئے اور جن privatizations کی sanction دی گئی اور جس کومنظور کیا گیا' اس کو in terms of Article 153 (4) یہاں ایوان میں لایا جائے' اس لیے کہ آئین یہ کہتا ہے کہ

the Council shall be responsible to the Majlis-e-Shoora [Parliament] This is my second submission and lastly I will cut it short and say

کہ PIA کا جو ticketing کا نظام ہے وہ بھی بدقسمتی کے ساتھ جس کمپنی کو دیا گیا ہے' وہ پاکستان کے ہاتھوں میں نہیں ہے۔ اس کا بھی جواب دینا چاہیں تو ضرور دیں اور دوسرا یہ کہ پاکستان کے اندر سے جو لوگ boarding کرنا چاہتے ہیں' ان کے لیے بھی O.K to board کا procedure رکھا گیا ہے اور اگر Civil Aviation Authority کی property کو تقسیم کر دیاگیا تو نہ صرف اس کے repercussion local ہوں گے' inter provincial ہوں گے بلکہ بین الاقوامی طور پرمختلف ممالک سے ہمارے تعلقات خراب ہونے کا بھی اندیشہ ہے۔ اس لیے اگر وہ کوئی statement دینا چاہیں تو ایسی statement دیں جس پر کھڑے رہ سکیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی جی بالکل۔ مضبوطی سے دیں گے۔جی honourable Minister

جناب خالد احمد خان لنڈ (وزیرمملکت برائے دفاع)، شکریہ جناب۔ سول ایوی ایشن اتھارٹی کو نجکاری کی نیت سے تقسیم کرنے کا حکومت کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ پریس موجود ہے۔ ایسی کوئی بات ہی نہیں ہے۔ میں Floor پر کہہ رہا ہوں۔ بہرحال مجھے پتہ نہیں کیا ہے کہ مجھے دوست دیکھتے ہیں اور ان کو غصہ آنے لگتا ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ ٹھنڈے رہیں۔ ان کو غصے کی ضرورت نہیں ہے۔ Floor پر بول رہا ہوں۔ دوبارہ بول رہا ہوں۔ پریس بیٹھی ہے۔ ہمارا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ سول ایوی ایشن کو نجکاری میں تقسیم کرنے کا یا کچھ بھی کرنے کا۔ یہ گورنمنٹ کے پاس رہے گا اور گورنمنٹ کا ہی ہے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، آنریبل منسٹر صاحب! یہ جو اخبار میں آیا ہے' اس کی تھوڑی وضاحت کر دیں۔ تسلی کرا دیں۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین صاحب! عرض یہ ہے کہ اخبارات بڑے احترام کے قابل ہیں اور صحافی حضرات بھی بڑے احترام کے قابل ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ ملک کا قانون' عدالتیں اور عدالتوں کا طریقہ کار' قانون شہادت' یہ ساری چیزیں اخبارات کے تراشوں کو as evidence کسی طور پر بھی کوئی اہمیت نہیں دیتیں۔ یہ ہم ہیں سیاسی لوگ جن کو اخبارات کا بھی احترام ہے۔ اخبارات کے مالکان کا بھی احترام ہے۔ صحافی حضرات کا بھی احترام ہے۔ ان کی خبروں کا بھی احترام ہے کہ اس کے باوجود کہ یہ خبر بالکل' وزیر موصوف نے یہ کہ دیا ہے کہ یہ بےبنیاد ہے اور اس کے باوجود کہ طریق کار Calling Attention کا اس کے اندر موجود ہے' ہم اخبار کے تراشے کو اتنی اہمیت دے رہے ہیں کہ چار معزز ممبران نے Calling Attention Notice پر بولا جو پارلیمانی روایات کی دھجیاں اڑانے کے برابر ہے' اس کے باوجود بھی ہم اسبات کو احترام دیتے ہیں لیکن جب منسٹر صاحب نے کہ دیا ہے کہ اس قسم کی کسی بات کا وجود بھی نہیں ہے اور اس کی بنیاد بھی نہیں ہے' میرے خیال میں مزید اس پر بات کرنے کی کوئیضرورت اس پارلیمنٹ کے اندر یا پارلیمانی روایات میں قطعی طور پر نہیں ہے۔ اس لیے میرے خیال میں اس بات کو بند کر دیا جائے۔ شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔

(مداخلت)

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرے خیال میں رضا ربانی صاحب mover ہیں' وہی بات کریں گے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین صاحب! پہلی تو بات یہ ہے کہ یہ جو تراشا کہا جا رہا ہے' News کا نہیں ہے۔ سب سے پہلے 22 تا 28 June 2006 کا جو "تکبیر" تھا' اس میں اس پر پوری رپورٹ شائع ہوئی اور CAA یا حکومت نے یہ گوارا نہیں کیا کہ اس "تکبیر" کی رپورٹ کو وہ contradict کریں' پہلی بات۔ دوسری بات' جو قانون شہادت اور دوسرا پتہ نہیں کون کونسے قوانین کا یہاں ذکر کیا گیا' اس کے ساتھ ساتھ سپریم کورٹ کی judgement پر بھی ذرا

نظرڈال لی جائے، جو یہ بات بڑے واضح الفاظ میں کہتی ہے کہ اگر ایک newspaper کے اندر رپورٹ شائع ہو جاتی ہے اور وہ un-contradicted رہتی ہے تو پھر اسے درست مانا جائے گا۔ لہذا it is to be accepted as being correct اور حکومت یا CAA کی طرف سے کسی قسم کی کوئی denial "تکبیر" کی رپورٹ پر جو 22nd to 28th June کا شمارہ تھا اس پر there has been nothing.

تیسری بات میں یہ کہتا ہوں کہ اگر وہ کہتے ہیں کہ نجکاری کرنے نہیں جا رہے تو کیا وہیہ deny کر رہے ہیں کہ "میکنزی" نام کی کسی کمپنی کو consultancy نہیں دی گئی، کیا وہ اس بات کو deny کر رہے ہیں کہ جس رپورٹ کے extracts شائع کیے گئے ہیں، ایسی کوئی رپورٹ مرتب نہیں کی گئی is the Minister denying this as well.

Mr. Deputy Chairman: Please sit down. I think, the Minister has very categorically said that this is wrong and he stands by it.

اگر اس کے برعکس کوئی چیز ہوئی تو وہ بھی ادھر ہیں، ہم بھی ادھر ہیں یہ ایوان بھی ادھر ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، نہیں جناب! میں کہہ رہا ہوں کہ میکنزی کی رپورٹ ہے کہ نہیں ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا، باوجود اس کے کہ اس پر total denial موجود ہے اس کے باوجود کہ رضا صاحب ایک special question کر رہے ہیں، اس پر وزیر صاحب categorically statement دینے کے لیے تیار ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: He has denied it.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, he has denied the privatization. I am asking, is there a move to bifurcate because that is from where the question of privatization takes start. First of all, is there a plan to bifurcate CAA. No. 2 is there a company by the name of Mechanzi which is mentioned in the report. No. 3 if there is such a company, then

was a tender called for. No.4 is CAA paying the taxes for that company. These are four material questions.

سینیٹر وسیم سجاد ، جناب چیئرمین ! یہ calling attention notice ہے یا question hour ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی ، یہ calling attention notice ہے ' question hour نہیں ہے ' calling attention notice سے یہ باتیں آتی ہیں۔ اس کا مطلب ہے اگر honourable leader of the House مجھے ان کے لیے نہایت احترام ہے لیکن اگر وہ ان technicalities کے پیچھے چھپنا چاہتے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ دال میں کالا ہے۔

جناب خالد احمد خان لنڈ ، جناب والا! ایسی کوئی بات نہیں ہے اگر کوئی ایسی بات ہوئی تو میں ہاؤس میں آ کر رضا صاحب کو اور پورے ایوان کو بتاؤں گا۔ جو باتیں رضا صاحب کر رہے ہیں ان کا ہم پتہ کر لیتے ہیں۔

سینیٹر میاں رضا ربانی ، کیا وزیر صاحب میکنزی کی رپورٹ کو categorically deny کرتے ہیں؟

سینیٹر وسیم سجاد ، جناب والا! مجھے رضا صاحب کا بڑا احترام ہے ' وہ قانون بھی سمجھتے ہیں۔ سارے فاضل ممبران بڑے senior لوگ ہیں۔ ایوان میں جو motion پیش ہوتی ہے اس کا ایک scope ہوتا ہے ' اس کا ایک دائرہ کار ہوتا ہے۔ اگر وہ مسئلے پر ایک detailed بحث چاہتے ہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر باقاعدہ ایک motion دیں جس پر discussion ہو جائے۔ Call attention notice پر یہ نہیں ہوتا کہ پہلے دس منٹ ایک صاحب تقریر کرے ' وزیر جواب دے پھر اس پر supplementary questions ہوں پھر ان کا جواب ہو۔ اس طرح سے calling attention notice کا سارا مقصد فیل ہو جاتا ہے۔ اس مسئلے میں جو چیز سامنے آئی ہے وہ یہ ہے کہ وزیر صاحب نے کہا ہے کہ یہ بے بنیاد ہے۔ حکومت کا نجکاری کرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔ اب اس پر ان کے مزید سوالات ہیں تو questions دے دیں یا اس پر باقاعدہ موشن پیش کریں تا کہ اس پر تفصیلی بحث ہو جائے۔ اس کے علاوہ بہت سے پارلیمانی

کا کوئی ارادہ نہیں۔ اب اس پر ان کے مزید سوالات ہیں تو questions دے دیں یا اس پر باقاعدہ motion پیش کریں تا کہ اس پر تفصیلی بحث ہو جائے۔ اس کے علاوہ بہت سے پارلیمانی طریقے ہیں جس سے اس پر debate ہو سکتی ہے لیکن یہ طریقہ نہیں ہے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین! اگر یہ privatization پر plea لیتے تو I would have conceded کہ نجکاری کے بارے میں یہ categorical statement نہیں دینا چاہتے تو مہربانی سے جناب چیئرمین! آپ call attention notice دیکھیں call attention notice کیا ہے

the proposed bifurcation of the Civil Aviation Authority. He has said that CAA is not being privatized. Alright I go alongwith that, time will tell but what I am asking him is a specific question on the Call Attention Notice, the actual matter of the Call Attention Notice, CAA bifurcation. Is CAA being bifurcated? No. 1. Is there a report of Mechanzi? No. 2. These are material questions that I have raised pertaining to the subject matter of the Call Attention. There is a question of privatization which does not figure over here that I gloved that in but the actual question is a bifurcation Mechanzi report. The recommendations of the Mechanzi report. The report being given to them without a tender. Why is not the Minister coming out and making a statement on that?

Mr. Deputy Chairman: I think, he has been very clear.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, how has he been clear?

کیا میکنزی report ہے، نہیں ہے، bifurcation ہو رہی ہے، نہیں ہو رہی ہے؟

سینیٹر کامل علی آغا، رضا صاحب، اگر آپ بات سن لیں تو یہ ابھی clear ہو جائے گی۔ جو وہ چاہ رہے ہیں اس کے متعلق تفصیلی جواب وزیر صاحب نے دے دیا ہے۔ انہوں نے

کہا کہ bifurcation بھی نہیں ہو رہی اور privatization بھی نہیں ہو رہی۔

Senator Mian Raza Rabbani: Is this the statement of the Minister of State for Defence that there is no bifurcation of CAA taking place? Is this the categorical statement of the Minister?

Mr. Deputy Chairman: I think, he has been very clear.

Senator Mian Raza Rabban: Sir, let him make that statement.

Mr . Deputy Chairman: Right , Minister Sahib you should again give your statement.

میں آپ کو پھر تکلیف دیتا ہوں۔

جناب خالد احمد خان لنڈ، رضا صاحب آپ ذرا سنیں۔ Aviation Authority کو نجکاری سے تقسیم کرنے کا حکومت کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ میں on the floor بول رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اب یہ record پر آ گیا ہے۔ Let's go forward. میکنزی کو چھوڑیں وہ آسٹریلیا کا fast bowler تھا۔ آئیں آگے بڑھیں۔ جی مندوخیل۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب چیئرمین! موجودہ مون سون کے دوران کافی ایسے علاقے ہیں جن میں سیلاب آئے ہیں اور نقصانات ہوئے ہیں۔اس میں بالخصوص پانچ اگست کو ہفتے کے دن یعنی پرسوں کافی نقصانات ہوئے لیکن خصوصاً مردان میں ایسا سیلاب آیا کہ تین اہم پلوں کو بہا کر لے گیا اور بہت سے لوگوں کو ہلاک کیا جن میں سے چالیس کی لاشیں مل گئی ہیں اور باقی کے لیے کوشش ہو رہی ہے۔ سینکڑوں عمارات، مکان خراب ہو گئے ہیں۔ سیلابی پانی سے یونس سٹیڈیم کے قریب دونوں سبزی منڈیاں ڈوب گئیں اور ان میں پڑی ہوئی سبزی اور فروٹ پانی میں بہہ گیا جبکہ پیرانو ڈاگ، سیرائی کورونہ بازار، میر افضل خان بازار، سرفراز گنج، جج بازار، خواجہ گنج اور بازار شہیداں میں، مال منڈی میں ساڑھے سات فٹ تک پانی کھڑا ہو جانے کی وجہ سے ان بازاروں کی تمام دکانیں پانی میں ڈوب گئیں۔ اس طرح اربوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ یعنی ایک قسم کا آپ سمجھیں کہ مردان کو، میں یہ الفاظ استعمال نہیں کروں گا۔

جناب والا! یہ اہم مسئلہ ہے فوری نوعیت کا مسئلہ ہے۔ اس پر اصل میں ہم نے تحریک التوا پیش کی ہے۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہ اہم مسئلہ ہے، فوری نوعیت کا مسئلہ ہے---

جناب ڈپٹی چیئرمین، رحیم صاحب! یہ صرف مردان سے نہیں بلکہ میرے خیال میں سارے پاکستان میں casualties ہو رہی ہیں۔ آج بھی ایک گاڑی جا کر کھائی میں گری ہے ان بارشوں کی وجہ سے۔ بلوچستان میں بھی سیلابی صورت ہوگئی ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب! مجموعی طور پر یہ مون سون کا سلسلہ ہے لیکن جو مردان میں ہوا ہے وہ غیر معمولی ہے۔ لہذا اس حوالے سے جناب والا! ہم request کریں گے کہ اس پر باقاعدہ بحث ہو تا کہ تمام ہاؤس اس کی cognizance لے سکے اور اس میں پھر اپنی تجاویز دے سکے۔

Mr. Deputy Chairman: O.K. Leader of the House and Leader of the Opposition please.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I will suggest

کہ یہ مردان کا بہت اہم مسئلہ ہے۔ لہذا اس کو اگر take up کرلیں۔

Mr. Deputy Chairman: I think not only Mardan, we should take up for the whole country, about the flood situation.

جناب وسیم سجاد، یہ سارے پاکستان میں ہوا ہے اور جیسا آپ نے فرمایا بلوچستان میں ہوا ہے۔ کراچی میں کافی نقصان ہوا ہے۔

Mr. Deputy Chairman: I think tomorrow we will take it up as an Adjournment Motion. I think with the consent of the Leader of the House and the Leader of the Opposition tomorrow as an Adjournment Motion we will take it up. Concerned Ministry

کو please notice دے دیں۔ اب resolutions پر آگے بڑھتے ہیں۔ ڈاکٹر کوثر فردوس کی resolution ہے۔ آپ move کریں please.

DISCUSSION ON RESOLUTION RE: FURTHER EFFECTIVE AND CONCRETE MEASURES TO CONTROL BEGGARY

Senator Dr. Kauser Firdaus: Sir, I beg to move the following resolution:-

"This House recommends that effective measures be taken to control beggary in the country.".

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی آپ بولیں۔

سینیٹر ڈاکٹر کوثر فردوس، جناب! میں اس ملک کے اہم مسئلے کی طرف اس resolution کے ذریعے سے توجہ دلا کر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ اس وقت ملک کے اندر جو غربت اور بے روزگاری کی صورتحال ہے' اس کے ساتھ مہنگائی اور روز بروز بڑھتی ہوئی پٹرول اورگیس کی قیمتیں' ان کی وجہ سے ایک مجموعی صورتحال یہ بنی ہوئی ہے کہ پورے پاکستان میں آپ کو بوڑھے' بچے' جوان' عورتیں' معذور بھیک مانگتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ابھی کل ہی صدر میں ساڑھے گیارہ بجے کے قریب ایک جگہ پر 15 بچے اور چار جوان عورتیں بھیک مانگ رہی تھیں۔ یہ آپ کو ہر جگہ پر ملیں گے۔ یہ سڑکوں پر ہیں' parks میں ہیں' بازار میں ہیں' چوک میں ہیں اور رات گئے تک سردیوں میں بھی اور تپتی دوپہروں میں بھی یہ لوگ بھیک مانگتے پھرتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ ہم سب کے لیے فکر کا مقام ہے کہ اگر ہمارے اپنے بہن بھائی اس طرح سوال کرتے پھر رہے ہیں۔ طریقے بھی ان کے بہت زیادہ ہیں جو انہیں نے اختیار کیے ہوئے ہیں۔ آپ اگر کسی بازار میں کھڑے ہوں تو بچے' لڑکے انہوں نے کچھ سورتیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہیں یا پنسلیں ہاتھ میں پکڑی ہوئی ہیں یا معمولی الاسٹک پکڑی ہوئی ہے' عورتوں نے hair clips پکڑے ہوئے ہیں' وہ بیچنے تو وہ آتے ہیں لیکن ساتھ ساتھ یہ کہتے ہیں کہ ہمیں بہت ضرورت ہے۔ آپ کسی طرح سے ہماری مدد کیجیے۔ یعنی وہ سوال کر رہے ہوتے ہیں۔ چیز تو کم بچتی ہوتی ہے اصلاً وہ سوال کیا جا رہا ہوتا ہے۔

جناب والا! عورتیں گھروں کے دروازے کھٹکھٹا کر گھروں کے اندر آتی ہیں اور اچھی

respectable عورتیں لگ رہی ہوتی ہیں۔ ان کے پاس بہت زیادہ papers ہوتے ہیں' میرا میاں کینسر کا مریض ہے' اس کو ٹی بی ہے' اس کو ہارٹ اٹیک ہوا ہے۔ یہ دوائیں مجھے چاہییں' یہ دوائیاں مجھے لے کر دیں۔ یعنی وہ بھی ایک طرح سے گھروں کے اندر آکر سوالی بن کر بھیک مانگ رہی ہوتی ہیں۔ فاضل اراکین کو بھی اس کا تجربہ ہوا ہوگا۔ اس طرح سے کہانیاں بھی بنی ہوئی ہیں کہ خاتون بالکل جوان ہے وہ کہتی ہے کہ ایکسیڈنٹ سے میرا خاوند paralize ہو گیا ہے۔ میں نے مکان کا کرایہ دینا ہے۔ جناب والا! وہ کوئی پانچ دس روپے کا سوال نہیں ہوتا وہ ہزار دوہزار کا سوال ہوتا ہے کہ مالک مکان میرے لیے مسئلہ بنا ہوا ہے۔

جناب والا! سعودی عرب میں حج کے دوران بھی کتنے ہی پاکستانی اس طرح سے بھیک مانگ رہے ہوتے ہیں کہ ہمارے پیسے چوری ہوگئے ہیں' احرام باندھا ہوا ہے اور لوگ وہاں پر روک لیتے ہیں اور وہ پاکستانی ہوتے ہیں۔ ایک خاندان کھڑا ہے' بیوی ساتھ ہے' بچے بھی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر کھڑے ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس اس وقت کچھ نہیں ہے۔ ہمارے پیسے چوری ہوگئے ہیں۔ وہاں پر طریقے کا فرق ہے لیکن اصلاً ایک طرح کا سوال ہی کیا جا رہا ہوتا ہے۔ یہ بھکاری پن وہاں بھی شروع ہوا ہے۔ جناب والا! میں سمجھتی ہوں کہ یہ ریاست کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ جہاں وہ تعلیم و صحت اور انصاف کے لیے کوشش کرے' جہاں وہ لوگوں کو سر چھپانے کے لیے ٹھکانہ دے وہاں پر اس کا بھی کوئی انتظام ہونا چاہیے کہ لوگ اس طرح سے بھیک نہ مانگیں اور جگہ جگہ پر اپنی ضرورتوں کے لیے سوال نہ کر رہے ہوں۔ میں سمجھتی ہوں کہ کھانا اور دوسری بنیادی ضرورتیں پورا کرنا تو بدرجہ اولیٰ اہم بنتا ہے۔ آئین خود کہتا ہے کہ ریاست اس طرح کی بنیادی ضرورتیں اپنے لوگوں کی پوری کرے گی۔ اس سلسلے میں جو میری تجویز کے مطابق بنیادی بات تو یہی بنتی ہے کہ اسلام کا جو معاشی نظام ہے اس کو رائج کیا جائے جو مبنی برعدل نظام ہے' جو اس تفریق کو ختم کرے گا کہ کچھ لوگوں کے لیے بنیادی ضروریات کا حصول بھی ایک مسئلہ بنا ہوا ہے اور کچھ ایسے ہیں جن کے لیے اپنے پیسے سنبھالنے مشکل ہیں۔ لہذا اسلامی نظام کو ہم رائج کریں اور اس کے ساتھ ساتھ بھیک مانگنے کے عمل کو غیر قانونی قرار دیا جائے' مگر اس کو غیر قانونی قرار دینے کے ساتھ ہمیں کچھ اس طرح کے measures لینے ہونگے' کچھ اس طرح کے اقدام کرنے ہونگے کہ نوبت یہاں

تک نہ پہنچے۔ اس میں بھی میں سمجھتی ہوں کہ بہت بڑا رول ہمارے میڈیا کا ہو سکتا ہے جو بہت سارے پروگرام، ڈیڑھ دو گھنٹے کے پروگرام، چار چار دن کے میچ اور کیا کچھ دکھاتا ہے، وہاں پر ہم کوئی وقت طے کریں کہ سوال نہ کرنے کی عظمت لوگوں کو سمجھائی جائے۔ جن کے پاس مال زیادہ ہے ان کو خرچ کرنے پر مائل کیا جائے۔ جو ایسے مراکز ہیں جہاں پر لوگوں کی ضروریات پوری ہوسکتی ہیں ان کا پتہ دیا جائے۔ جن لوگوں کے سامنے ایسے لوگ آتے ہیں وہ ان کو وہاں پر direct کر سکیں۔ اس طرح سے میں سمجھتی ہوں کہ کوئی میڈیا پر regular پروگرام ہونا چاہیے جو اس کو motivate کرنے والا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ جو بے روزگاری ہے، غربت ہے اور بے سہارا لوگ ہیں، ان کے لیے بھی کوئی ایسی base line طے ہو کہ جن کی یہ ضروریات اس حد تک پوری نہیں ہوتیں ریاست کسی طرح سے ان کو own کرے۔ کوئی بے روزگاری کا الاؤنس طے کیا جائے۔ کوئی کھانا الاؤنس دیا جائے۔ دارالامان اور مسافر خانے ہیں تو سہی مگر ہر طرح کے لوگ جو بے سہارا ہیں وہ وہاں پر نہیں جا سکتے۔ اس کا کوئی سسٹم اس طرح کا بنایا جائے، جو بیمار ہیں، مفت علاج مجھے بھی پتہ ہے کہ ہوتا ہے لیکن اس کا بھی سکوپ بڑھانے کی ضرورت ہے۔ جن لوگوں کے اس طرح کے مسائل ہیں ان کی investigations ہوں مگر وہ speedy process ہو بجائے اس کے کہ وہ گلیوں اور سڑکوں پر اپنے بچوں اور دوائیوں کے خالی ڈبے لے کر کھڑی ہوں، وہ اس مرکز میں جائیں اور وہاں جا کر اپنی مجبوری بیان کریں اور وہاں پر اس کے لیے انتظام ہو۔

جناب والا! یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ کچھ لوگوں کو کمائی کا یہ آسان راستہ لگتا ہے اور میں نے کئی لوگوں کا interview کیا۔ انہوں نے کہا کہ اگر ہم ملازمت کرتے ہیں، نوکری کرتے ہیں تو مہینے میں پانچ سو، ہزار، ڈیڑھ ہزار کما سکیں گے۔ اس طرح تو ہم تین چار، پانچ ہزار تک اکٹھا کر لیتے ہیں۔ اس طرح کے جو professionals ہیں، جن کو اس کی عادت ہے انکی شناخت کا کوئی طریقہ وضع کیا جائے۔ ان کو اس سے روکا جائے کہ اس طرح کی چیزیں نہ ہوں۔

جناب والا! حج کے لیے بھی میں کہہ رہی تھی کہ وہاں پر کوئی ایسا مرکز قائم ہونا چاہیے، پاکستان کا کوئی سنٹر ہو ایسا ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں کے تمام پیسے چوری ہوگئے ہیں، کوئی ایسی جگہ ہو جہاں پر وہ جا کر رپورٹ کر سکیں یا دوسرے لوگ جو ان کے پاس آتے ہیں

وہ ان کو گائیڈ کر سکیں۔ اس طرح کا ایک مرکز وہاں پر قائم ہے کہ اگر کوئی حادثہ آپ کے ساتھ ایسا ہو گیا ہے تو آپ کے سفر کے اخراجات' رابطہ یا کسی اور صورت میں وہ آپ کا انتظام کر دیں گے۔ بہت شکریہ جی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، سینیٹر رزینہ عالم صاحب نے آپ سب سے پہلے کہا تھا۔ نام لے لیں۔ جو بھی اس موضوع پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر رزینہ عالم خان، شکریہ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو میں ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنا اہم موضوع آج کی اپنی resolution میں پیش کیا اور میں اس کی حمایت اس لحاظ سے کرتی ہوں کہ ہمیں بحیثیت پاکستانی اور مسلمان قوم مل کر گداگری کے خاتمے کے لیے اپنا' اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

جناب والا! جو صورتحال انہوں نے بتائی ہے اس میں' میں تھوڑا سا یہ add کرنا چاہوں گی کہ traffic signals پر نوعمر بچیاں جس طریقے سے بھیک مانگتی ہیں مجھے ایسا لگتا ہے جیسے ہم کس لیے یہاں پر ہیں۔ اگر ہمارے بچے اور بچیاں اس طرح سے سڑکوں پر پھر رہے ہیں اور ان بچیوں کے ساتھ کسی وقت بھی کوئی حادثہ ہوسکتا ہے۔ اسی طرح خواتین چھوٹے بچوں کو گود میں لے کر سردیوں میں ٹھٹھرتی اور بغیر کپڑوں کے یا بہت ہی کم کپڑوں میں لے کر جاتی ہیں اور چلچلاتی دھوپ میں کھڑی ہوتی ہیں تو یہ بہت ہی تکلیف دہ چیز ہم سب کے لیے ہے۔ میں بہت عرصے سے اس پر بات بھی کر رہی ہوں اور لکھ بھی رہی ہوں لیکن یہی ہے کہ جب تک اس کے لیے کوئی منظم طریقے سے کام شروع نہیں کریں گے اس وقت تک گداگری کا خاتمہ ناممکن ہے۔

جناب والا! یہ ایک "مافیا" ہے۔ جیسا کہ honourable Senator صاحبہ نے کہا کہ ان میں سے کچھ ایسے ہیں جو بہت مالدار ہیں ان کے پاس بہت پیسہ ہے۔ چونکہ وہ ایک دن میں پانچ سو روپے کما لیتے ہیں اور اس طرح وہ جرائم پیشہ حرکات اور منشیات میں بھی involve ہوتے ہیں۔ تو ہر کوئی ان میں ضرورت مند نہیں ہوتا۔ میں یہاں پر پنجاب کی مثال دیتی ہوں کہ انہوں نے Child Protection & Welfare Bureau کے تحت گداگری کے خاتمے کے لیے ایک پروجیکٹ شروع کیا ہے۔ میں نے وہ پروجیکٹ دیکھا' اپنی کمیٹی کو بھی لے کر گئی تھی۔

جناب والا! انہوں نے ایک video بنائی جس میں جن بچوں کو وہ سڑکوں سے پکڑ کر لے جاتے تھے۔ ان کے اگر ہاتھ میں زخم ہو تو جب اس کے ہاتھ کا زخم دھویا تو پتہ چلا ہاتھ میں زخم نہیں ہے اس میں روئی لگا کر اور بہت سے رنگ ونگ لگا کر بنایا ہوا تھا۔ اسی طرح ان کا بازو وہ ٹوٹا ہوا دکھا رہے تھے لیکن جب ان کا بازو کھولا تو پتہ چلا کہ ان کا بازو ہے اور اس عرصے میں وہ بچے ظاہر ہے رو رہے تھے، چیخ رہے تھے، بہت بری بری باتیں کہہ رہے تھے۔ وہ پوری video میں نے دیکھی اور میں اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ پنجاب نے یہ جو پروجیکٹ چلایا ہے، یہ CM صاحب کی ذاتی دلچسپی سے پروجیکٹ بنا ہے اور وہ خود اس کی نگرانی کرتے ہیں۔ پھر میں نے وہ تربیت گاہیں دیکھیں جہاں پر ان بچوں کو تعلیم و تربیت دی گئی اور کس طرح وہ بچے تمیزدار بچوں کی صورت میں نظر آئے جو کہ آٹھ مہینے یا سال سے وہاں پر ہیں۔ وہ سلام بھی کر رہے ہیں، سپارے بھی پڑھ رہے ہیں، کوئی skill بھی سیکھ رہے ہیں۔ تو میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں اس پروجیکٹ کو role model کے طور پر لینا چاہیےحکومتی سطح پر وزارت سماجی بہبود اور بیت المال کو آگے بڑھنا چاہیے اور اس کو گداگری کے خاتمے کے لیے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اور دوسری بات میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ جناب والا!---

(اس مرحلے میں ایوان میں اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

Mr. Deputy Chairman: We will adjourn the House for *Maghrib* Prayers then we will continue speech after *Maghrib*. We will adjourn till 7.30 PM.

[The House was then adjourned for *Maghrib* prayers]

[The House reassembled at 7.53 p.m. with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.]

Mr. Chairman: We will continue with the speeches. Who was the speaker. O.K. Razina Alam sahiba.

سینیٹر رزینہ عالم خان، شکریہ۔ یہ گداگری کے خاتمے کے بارے میں جو ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ کا resolution ہے اسی پر میں بات کر رہی تھی اور میں نے وہ مثال دی جو کہ beggary کے خاتمے کے لیے پنجاب میں Child Protection and Welfare Bureau کی ہے' اس میں جناب والا! CM صاحب نے beggars بچوں کو لے کر ان کو سکول میں داخل کیا ہے۔ ایک مکمل ادارہ بنایا ہے جہاں ان کو تربیت بھی دی جاتی ہے' تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ میری یہ suggestion تھی کہ اسی نوعیت کا ادارہ باقی صوبوں میں بھی قائم ہو اور میں یہ بھی suggest کرنا چاہوں گی جناب والا! کہ Ministry of Social Welfare, بیت المال کیونکہ اسی کے purview میں آتا ہے تو میں یہ چاہتی ہوں کہ اگر Ministry of Social Welfare گداگری کے خاتمے کو ایک project کے طور پر لے اور بیت المال اسے finance کرے اور اس میں چھوٹے چھوٹے ایسے ادارے بنیں جہاں پر ان گداگروں کو لا کر مختلف طریقے سے کچھ ایسی تربیت دی جائے کہ وہ ایک باعزت روزی کمانے کے قابل ہوں۔ اگرچہ یہ ایک بہت مشکل کام ہے کیونکہ جب ان کو مانگنے کی عادت پڑ گئی ہے تو محنت سے کمانا ان کے لیے بڑا مشکل ہوگا لیکن یہ مشکل کام بھی آخر قومیں کرتی ہی ہیں۔ لہذا ایک تو میری یہ suggestion تھی دوسری suggestion میری جناب والا! یہ تھی کہ جو بچیاں بھیک مانگتی ہیںتو ان کے لیے میں چاہتی ہوں اور میری یہ suggestion ہے کہ اگر Ministry of Women Development اپنے تمام projects میں ایک یہ گداگری کے خاتمے' خواتین اور بچوں کی گداگری کے خاتمے کا بھی project شامل کرے اور ان بچوں کے لیے کچھ تربیت گاہیں اس منسٹری کے اندر بنیں چاہے وہ Federal کی ہوں یا Provinces کی ہوں تو وہ وہاں پر ان بچوں کو جو streetlights میں کھڑی ہوکر بھیک مانگتی ہیں۔ نوجوان بچیاں' کم عمر بچیاں' بڑی عورتیں' چھوٹی بچیاں تو ان کے لیے اس قسم کے ادارے قائم ہوں۔

دوسری بات جناب والا! جیسا کہ کچھ ملکوں میں ایسا ہوتا ہے کہ چرچ میں کھانا دیا جاتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ ہمارے ہاں مساجد ہیں، مساجد میں بھی اگر گداگری کے خاتمے کے لیے کچھ اس قسم کا بندوبست ہو کہ جو بالکل معذور ہیں ان کے لیے وہاں کے مخیر حضرات کی چھوٹی چھوٹی کمیٹیاں بنیں اور وہ کمیٹیاں گداگری کے خاتمے کے لیے ان لوگوں کو جو کہ بالکل معذور ہیں، ان کے کھانے اور کپڑوں کا بندوبست، رہائش کا بندوبست کریں۔ میری تجویز یہ بھی ہے کہ این جی اوز کی جب رجسٹریشن ہوتی ہے، وہ محکمہ جو ان کو رجسٹر کرتا ہے وہ ان این جی اوز کو مراعات دیں جو اپنے اغراض و مقاصد میں گداگری کا خاتمہ بھی شامل کریں۔ یہ میری کچھ تجاویز تھیں شکریہ۔

جناب چیئرمین، مولانا گل نصیب خان۔

سینیٹر مولانا گل نصیب خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں شکرگزار ہوں کہ اس انتہائی اہم موضوع پر مجھے بحث کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔ گداگری کو اسلام نے حرام قرار دیا ہے۔ اس کی بنیادی وجہ انسان کی عزت نفس کا پامال ہونا ہے۔ اس میں احساس محرومی پیدا ہو جاتا ہے۔ احساس برتری جو انسان کے لیے انتہائی اہم اور ضروری ہے وہ ختم ہو جاتا ہے۔ حقیقت میں آزاد قوم اور آزاد انسان کے لیے گداگری جیسا پیشہ اختیار کرنا انتہائی ذلت آمیز پیشہ ہے۔ دنیا کی ساری اقوام نے اس پر کام کر کے اس پیشے کو ختم کر دیا ہے لیکن دین اسلام نے مذہباً اس کو حرام قرار دے کر اس کی بنیاد ہی اکھاڑ دی ہے۔ ہمارے وہ بھائی اور بہنیں اور وہ بچے جو اس کاروبار میں مبتلا ہیں اکثر و بیشتر پیشہ ور لوگوں کے ہاتھ چڑھ گئے ہیں۔ وہ اپنی ضروریات کی بجائے، اپنی مشکلات کی بجائے وہ پیشہ ور لوگوں کے، مفرور، بدمعاش اور نشہ آور لوگوں کی ضروریات کو پورا کر رہے ہیں۔ سوائے اس کے کہ ہم ملکی سطح پر کوئی ایسا سسٹم تشکیل دیں اور ایسا پروگرام ترتیب دیں کہ ہم اس کا خاتمہ کر سکیں۔ اپنے ان بچوں، بچیوں کو، ماؤں بہنوں کو اور ان لوگوں کو جو ان پیشہ ور لوگوں کے ہاتھ چڑھ گئے ہیں اور بھیک مانگنے پر مجبور ہیں۔ ان لوگوں کو ہم اس مجبوری سے نکال دیں۔

اس سے پہلے فاضل ممبر رزینہ عالم خان نے پنجاب کا حوالہ دیا۔ [illegible] ہی صوبہ سرحد میں

جیسے ہی متحدہ مجلس عمل کی حکومت بنی اور انہوں نے نفاذ شریعت کونسل تشکیل دی تو انہوں نے اپنی دیگر سفارشات میں ایک سفارش حکومت کو یہ بھی کر دی کہ گداگری کو ختم کرنے کے لیے حکومت فی الفور یہ' یہ اقدامات اٹھائے اور صوبہ سرحد کی حکومت نے باقاعدہ اس کے لیے ایک plan بنایا۔ اس پلان پر عملدرآمد کرنے کے لیے محکمہ سماجی بہبود کی ذمہ داری لگائی گئی۔ ایک بہت بڑی ورکشاپ کھولی جس میں بہت سے کام سیکھنے کے لیے مشینیں رکھی گئیں۔ جو لوگ پیشہ ور ہیں یا گداگری کر رہے تھے ان سب کو آگاہ کیا گیا کہ سب کو اجازت ہے' وہ آئیں' کاروبار سیکھیں' پھر کاروبار کے لیے ان کو پیسہ بھی دیا جائے گا لیکن بخوشی بہت کم لوگ آئے۔ جب حکومت نے ہاتھ ڈالا تو سینکڑوں کی تعداد میں ان گداگروں کی پشت پر ایسے بدمعاش لوگ بیٹھے ہوئے تھے جو ان مجبور لوگوں کو استعمال کر رہے تھے۔ پھر ان ساری سازشوں کو بے نقاب کردیا' ان لوگوں کو پکڑا گیا اور جیل میں ڈالا گیا۔ اس طرح ان مجبور لوگوں کی ان سے جان چھڑا کر آزاد کیا گیا۔

جناب چیئرمین! اس وقت وہاں پر جن بچوں کی عمر تعلیم کے لیے مناسب تھی ان کو مفت تعلیم دلوانے کے لیے تعلیمی اداروں میں داخل کردیا گیا ہے اور جو خواتین' بوڑھے' نوجوان کام کرنے کے قابل تھے' ان کو باقاعدہ ورکشاپ میں لایا گیا۔ ان کے لیے دو وقت کی روٹی کا بھی انتظام کر دیا گیا۔ ان کے لیے ورکشاپ میں کام سیکھنے کے مواقع بھی فراہم کیے گئے اور چھ مہینے کے بعد جو کام سیکھتا ہے اس کے لیے باقاعدہ اس محکمے سے پیسے release کیے جاتے ہیں تا کہ وہ اپنا کاروبار چلا سکے۔ اس کے بعد حکومت نے باقاعدہ اعلان کیا اور پورے صوبے کے اندر خصوصاً اور پشاور شہر اور اردگرد کے علاقوں میں خاص طور پر ان کو target بنا دیا گیا' ان لوگوں کو پکڑا گیا اور اس وقت صورتحال یہ ہے کہ گداگری کا پیشہ صوبہ سرحد میں تقریباً 75% ختم کیا گیا ہے اور باقی کے لیے کام شروع ہے۔

اسی طریقے سے جو لوگ محنت مزدوری کرتے ہیں اور رات کے وقت ان کے پاس سر چھپانے کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی تو صوبہ سرحد کی حکومت نے پشاور میں ایک بہت بڑی عمارت بنائی اور اس میں تمام سہولیات مہیا کی گئی ہیں۔ وہ لوگ دن بھر محنت مزدوری کرکے رات وہاں گزارتے ہیں۔ کھانے کا بھی وہاں انتظام ہے۔ لہذا محترم جناب چیئرمین! اگر مرکزی

سطح پر بھی حکومت اس قسم کا plan بنائے اور پھر صوبوں اور اضلاع کو بھی اس کا پابند بنائے تو میرے خیال میں ہمارا جو محکمہ سماجی بہبود ہے وہ باآسانی اس کام کو نبھا سکتا ہے۔ اسی طرح ہمارا جو بیت المال اور زکوۃ کا فنڈ جو کروڑوں اربوں روپوں پر مشتمل ہے اگر اس کو اس حوالے سے لگایا جائے' بیماروں اور گداگری کے خاتمے پر لگایا جائے تو ہم اپنے معاشرے کو اس بدنما داغ سے بچا سکیں گے۔

جناب چیئرمین! یہ ایک انتہائی حساس معاملہ ہے اور اس کو اس House میں بحث کے لیے رکھا گیا ہے تو ضرورت بھی یہی ہے کہ اس پر باقاعدہ ایک plan بنا کر حکومت پورے ملک کے لیے اس پر عملدرآمد کے لیے احکامات جاری کرے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

جناب چیئرمین، شکریہ جی۔ جناب طاہر مشہدی صاحب۔

Senator Col. (Retd.) Syed Tahir Hussain Mashhadi:

Thank you Mr.Chairman.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

The curse of beggary requires action but unfortunately it is more of a provincial subject than a Federal one. However, the Senate can always be a guide. We can always pass guidelines and we can always be a voice. It will bring about some benefit. Unfortunately, beggary has now become a business. It is a proper, well-organized Mafia and in the big cities at least is being treated as an industry and this has to be crushed. This has to be crushed by the provincial governments. It has to be curshed by the city and district governments, specially the town and tehsil governments because they will be most effective in eradicating this evil from our society. Poor and young children are taken, their bodies are

broken, bones are broken. They become mutilated and then they are forced to beg.

As was mentioned by the honourable Lady Senator before me, some of the sights that we see of young girls in many cases, very pretty girls at the traffic lights are running after the cars. Sometimes scantily dressed and sometimes holding small suckling children. Such scenes are pathetic in any society particularly in an Islamic society like ours.

The actions can be coordinated at the government level and also at the NGO and the individual level. The suggestion like that they have the poor houses in the foreign countries and they have the soup kitchens in the churches. We also have welcomed suggestions and it might solve a lot of this problem. That is for the legitimate beggars because they need food, they need shelter, they need medical attention and they need our consideration but as far as the mafia is concerned, which in connivance of the police and the local administration is flourishing in the cities. This requires a very well organized and well co-related government action so that we can get rid of this menace forever. It requires a national effort from all parts and I am sure as the members have already shown in this House across the divide that we stand united in fighting this menace and removing it from the face of Pakistan. Thank you.

جناب چیئرمین، طاہرہ لطیف صاحبہ۔

سینیٹر طاہرہ لطیف، آج ہم ایک نہایت ہی اہم موضوع پر بات کر رہے ہیں۔ ہمارے ملک میں beggars کی بھرمار ہے لیکن اسلام آباد میں تو انتہا ہی ہو گئی ہے۔ چیئرمین

صاحب! جہاں بھی کسی crossing پر گاڑی کھڑی کرتے ہیں تو دس بارہ سال کی بچیاں، بچے اور عورتیں گاڑی کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور اگر وہ دیکھ لیں کہ کوئی foreigner ہے تو اس کے پیچھے ہی پڑ جاتے ہیں تو اس کے لیے میری ایک suggestion ہے کہ جہاں بھی crossing پر گاڑی کھڑی کی جائے اس کے ارد گرد جو سپاہی ہوتے ہیں ان کی یہ ڈیوٹی لگائی جائے کہ وہ انہیں ایسا کرنے سے روکیں، ایک تو یہ ہے۔ دوسرا ہم لوگوں نے اپنی ایک بس لے کر کوشش کی کہ ان بچوں کو بٹھا کر لے جائیں اور ان کو سکول میں پڑھائیں۔ میں نے بھی ایک سکول کھولا ہوا ہے وہاں شام کی کوئی کلاس نہیں ہوتی تو شام کو بچوں کے لیے فری ہے۔ تو ہم لوگ لے کر گئے لیکن کچھ دنوں کے بعد وہ بچے واپس آ گئے اس لیے کہ ان کے پیچھے کوئی بہت بڑا مافیا اور بہت بڑا ہاتھ ہے بلکہ مجھے کسی نے منع بھی کیا کہ ان کے پیچھے جو لوگ ہیں وہ آپ کے پیچھے پڑ جائیں گے، آپ ایسا نہ کریں لیکن ابھی تک میرے دل میں یہ بات تھی کہ کسی نہ کسی طریقے سے سینیٹ میں یہ موضوع اٹھائیں اور اس کے سدباب کے لیے ہم لوگ کوشش کریں تو اس کے لیے میں اپنی تمام بہنوں اور بھائیوں کو ایک message دینا چاہتی ہوں وہ یہ message ہے کہ اگر آپ لوگوں میں سے کوئی بھی، چاہے وہ کوئی معذور ہے یا کچھ بھی ہے اس کو کچھ نہ دیں۔ تو پھر شاید وہ یہ مانگنا چھوڑ دیں تو دوسری بات کہ پولیس کے ساتھ ساتھ کوئی ایسا بندہ ہو، جو ان کو check کرے۔ اس کے لیے جہاں بھی کوئی بھکاری مانگ رہا ہو اس کو وہ پکڑے اور اس کو کوئی سزا دے۔ تو یہ ایک، دو، تین چیزیں ہیں۔

دوسرا بیت المال والوں کو چاہیے کہ بچوں کے لیے اس طرح کے کوئی فری سکول کھولیں، اس کے لیے وہ مدد کریں۔ یہ میری suggesion ہیں۔ خدا کرے کہ یہ beggary ختم ہو جائے۔ جناب چیئرمین صاحب! یہ ایک ناسور کی طرح پھیل رہا ہے اور اس سے بہت ہی بری بری عادات بچے سیکھ رہے ہیں، بڑے بھی سیکھ رہے ہیں کئی لوگوں کو میں نے دیکھا ہے کہ وہ خود بھی بلا بلا کر پیسے دے رہے ہوتے ہیں۔ تو اس لیے میں سب کو یہ کہتی ہوں کہ کبھی کوئی بھی کسی فقیر کو پیسے نہ دے، اس کی بجائے کسی بیت المال کو یا کسی جگہ زکوٰۃ وغیرہ دینی ہو تو وہاں دے دیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، بابر اعوان صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر ظہیر الدین بابر اعوان، جناب چیئرمین! beggary کے حوالے سے یہ بہت اہم issue ہے اور اس کی کئی dimensions ہیں جو ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ کی اس resolution کے ذریعے آج اس ایوان اور قوم کے سامنے آ رہی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ اس کے اوپر defective legislation ہے۔ پہلا جو Presidential orders تھا وہ جنرل ایوب خان صاحب کے زمانے میں anti beggary presidential order جاری کیا گیا اور اس کو پھر with the passage of time بہت عرصے تک ordinance کے طور پر چلایا جاتا رہا اور آج تک beggary کے بارے میں تین سطحوں کے حوالے سے کوئی effective legislastion پاکستان کے اندر بدقسمتی کے ساتھ نہیں ہو سکی اور جناب چیئرمین! اس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ملک میں بھیک مانگنا ایک منفعت بخش انڈسٹری بن چکا ہے اور مافیا ہے۔ اس کے تین حصے ہیں اور وہ یہ ہیں کہ عربی میں کہتے ہیں۔ (عربی) کہ لوگ جو ہیں وہ بڑوں کے طریقے اپناتے ہیں اور حکمرانوں کو سب سے بڑا سمجھا جاتا ہے۔ جب قومی سطح پر کشکول گلے میں ڈال کر بین الاقوامی اداروں سے بھیک مانگی جائے تو پھر اس کا نیچے message جاتا ہے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے، آج وہی پاکستان کی سڑکوں، کھیتوں، گلیوں، میدانوں اور چوراہوں میں ہو رہا ہے نمبر ایک۔ دوسرا یہ ہے کہ پولیس کے لیے یہ ایک بہت بڑی کرپشن کی window بن گئی ہے کوئی ایسا چوک نہیں جہاں پر آپ کو pet, registered اور typical مانگنے والے نہ ملیں۔ نیا مانگنے والا وہاں کھڑا نہیں ہو سکتا اس کے ساتھ اسلام آباد کی ماڈل پولیس، ہائی ویز پولیس، دوسری پولیس کھڑی ہوتی ہے اور وہ اپنے لوگوں کے علاوہ، اپنے پسندیدہ لوگوں کے علاوہ جو بھیک میں سے انہیں بھتہ دیتے ہیں، ان چوکوں میں کسی اور کو کھڑا ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ یہاں پر تھوڑی دیر پہلے ایک discussion میں سائیکل کا ذکر ہوا، جب سے یہ دھماکے وغیرہ شروع ہوئے ہیں، سائیکل کے اوپر لوگوں کو سبزی کا تھیلا رکھنے کی بھی اجازت پولیس نہیں دیتی ہے اور چوک میں کھڑے ہو کر ان کا سبزی کا تھیلا check کرتی ہے لیکن یہ beggars اشارہ بند ہوتے ہی آپ پر حملہ کر دیتے ہیں۔ پولیس والا کھڑا ہوتا ہے اور درجنوں beggars ایک ایک باپردہ فیملی کی

گاڑی کے دروازے کے اوپر جا کر ان کے دروازے کھٹکھٹا کر شیشے نیچے کروا کر، سوئے ہوئے کو جگا کر اور بچوں کو دہشت زدہ کر کے، عجیب عجیب حلیہ کے ساتھ وہ بھیک مانگتے ہیں لیکن پولیس خاموش تماشائی بنی رہتی ہے۔ this is second side of it.

Third side which is very important is that unfortunately ابھی پچھلے دنوں برطانیہ میں ایک بہت بڑا issue National Health Service کے حوالے سے چلا اور اس میں جو main emphasis تھا جس پر وہاں کی گورنمنٹ کو شرمندگی نہیں، ندامت نہیں، لوگوں کی طعن وتشنیع نہیں بلکہ احتجاج کا بھی سامنا کرنا پڑا وہ یہ تھا کہ National Health Service میں وہ لوگ جو مرنے کی دہلیز پر پہنچ جاتے ہیں، موت کے دروازے پر دستک دے رہے ہوتے ہیں، ان کے لیے بھی انہوں نے کہا کہ آپ اور مراعات دیں۔ ہم کہتے ہیں کہ پاکستان ایک اسلامی سلطنت ہے، ایک فلاحی ریاست ہے، فلاحی ریاست کی میں دو ذمہ داریاں ضرور بیان کرنا چاہتا ہوں کہ بحیثیت ریاست وہ ہمیں پوری کرنی چاہییں۔ نمبر ایک کہ پاکستان میں old homes بنائے جائیں، وہ beggars جو عمر رسیدہ لوگ ہیں، ان میں سے ساری جو begging population ہے اس کو آپ نہیں کہہ سکتے with one stroke of pen کہ وہ سارے کے سارے professional ہیں، ان میں ایک element آپ کو ایسا بھی ملے گا کہ جو حقیقتاً ضرورت مند ہے، چونکہ جو زکوٰۃ کے پیسے ہیں اس کے لیے اور چونکہ جو عشر کے پیسے ہیں اس کے لیے کوئی streamline کرنے کا ذریعہ نہیں بنایا جا سکا کہ وہ صحیح جگہ پر مستحق لوگوں کو مل سکیں، اس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ پاکستان کی ریاست 56 سال گزرنے کے باوجود شہریوں کے لیے old homes بنانے میں ابھی تک کامیاب نہیں ہو سکی۔

Lastly Mr. Chairman, ضرورت اس بات کی ہے کہ جس طرح ایک فاضل سینیٹر صاحبہ نے کہا کہ لوگوں کو بھی subsidize کرنے کی ضرورت ہے کہ عام آدمی کو پتہ چلے کہ کہاں پر اس کا دیا ہوا صدقہ، خیرات یا زکوٰۃ لگتی ہے اور کہاں پر نہیں لگتی۔ اس سلسلے میں معزز علماء کرام، مشائخ عظام اور دین کا علم رکھنے والے دنیا دار لوگ بھی لوگوں کی راہنمائی کر سکتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کی effective and preventive legislation کی ضرورت ہے کہ ایسی قانون سازی کی جائے کہ یہ مافیا جو بن گیا اور اس سے اتنے خوفناک جرائم جنم لے

رہے ہیں، خاص طور پر

the offences directed against the most vulnerable of the society which are the children that too the female children, as well as the young women. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you. Fozia Fakhur-uz-Zaman sahiba.

سینیٹر فوزیہ فخر الزمان خان، جناب چیئرمین! یہ ایک ایسا topic ہے کہ جس پر جتنی بھی بحث کی جائے وہ تشنہ ہی رہے گی۔ میرے معزز ساتھیوں نے بہت اچھی باتیں کیں، میں آپ کو صرف ایک دو incidents بتانا چاہتی ہوں۔ ایک دفعہ میرے ساتھ کار میں ایک foreigner بیٹھی ہوئی تھی کہ چوراہے پر چیونٹیوں کی طرح beggars نے گھیر لیا، وہ اتنی حیران ہوئی کہ وہ گھر آ کر بھی یہی کہتی رہی کہ آپ کے پاس تو لوگ کم ہیں اور beggars زیادہ ہیں۔ دوسری دفعہ ایک بڑی حسین بچی مجھ سے بھیک مانگ رہی تھی تو میں نے اس سے کہا کہ بچے یہ دنیا تو اتنی اچھی نہیں ہے اور تم اس طرح چوراہے پر بھیک مانگ رہی ہو، چلو میرے ساتھ میں تمہیں بہت آرام سے رکھوں گی اور بہت پیسے دوں گی۔ وہ کہنے لگی تو چل میرے ساتھ، میں تجھے بہت آرام سے رکھوں گی اور بہت پیسے دوں گی۔ میرا ایک 20,22 سال کا جوان نوکر تھا وہ اکثر گم ہو جاتا تھا تو میں نے اس سے تھوڑی گپ شپ لگا کر پوچھا کہ بیٹے تم کہاں گم ہو جاتے ہو، کہنے لگا بی بی میری کچھ گداگروں سے دوستی ہے۔ میں نے کہا اس غلاظت میں جا کر کیا کرتے ہو، کہنے لگا بی بی کسی دن میرے ساتھ بھیس بدل کر چلیں اور دیکھیں کہ دنیا کی کونسی چیز ان کے پاس نہیں ہے، wall to wall carpets بچھے ہوئے ہیں، TV and VCR ہے اور جو کچھ وہ ناچ گانے کرتے ہیں آپ کو تو بہت ہی اچھا لگے گا، وہ مجھے entertainment بتا رہا تھا۔ یہ حالات ہیں باقی انشاء اللہ بحث ہوتی رہے گی، اس کا تدارک لازمی ہے، یہ ہمارے لیے ایک سیاہ دھبہ ہے، ہمیں بہت شرم آتی ہے۔ ابھی سب ٹھیک کہہ رہے تھے کہ بہت غلط کام بھی ہوتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، عبدالرحیم خان مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بولنے کا موقع دیا۔ جناب چیئرمین! beggary، ہم اس کو پشتو میں درویزاگری کہتے ہیں۔ یہ ایک مظہر کی حیثیت سے، ایک phenomenon کی حیثیت سے تو ایسا ہے کہ جو ہمیں نظر آ رہا ہے اور ہمارے دوستوں نے بیان کیا کہ اس میں مافیا ہے اور باقاعدہ اس میں ایسے عناصر ہیں کہ اس سے استفادہ کر کے انسانوں کو فروخت بھی کرتے ہیں اور انکے ہاتھ پاؤں توڑ کر ان سے beggary کرواتے ہیں۔ دنیا والے بھی ہماری اس حالت پر حیران ہوتے ہیں۔ یہاں ہمارے دوستوں نے اس بارے میں تجویز دی کہ قوانین بنائے جائیں اور control کیا جائے۔ جناب والا! میں عرض کروں کہ یہ ایک مظہر ہے، ایک phenomena ہے، اصل چیز ہماری society کی essence ہے۔ ہماری society بنیادی طور پر استحصال پر مبنی society ہے یعنی یہاں ایسے حالات ہیں جن کی وجہ سے مجبور بوڑھے، یتیم، بیوائیں اور معذور انسان ایسے ہیں کہ ان کے لیے ہماری society میں State نے کوئی ایسا ادارہ نہیں بنایا جیسا کہ welfare states میں ہوتا ہے۔ آجکل State کا اصل تصور یہ ہے کہ وہ بہبود کے لیے کام کرے لیکن اس حوالے سے ہم نے کیا کیا؟ جناب والا! ہمارے لیے تعلیم کی کتنی اہمیت ہے! لیکن جس طرح اس کو مہنگا کر دیا گیا ہے اور privatization ہو رہی ہے۔ ایسے حالات میں تعلیم، صحت اور روزگار اکثریت کے لیے شجر ممنوعہ بن رہے ہیں۔ ان حالات میں بنیادی طور پر ہمیں ایسے قوانین بنانے چاہییں اور ایسا NGO کی طرح کا ادارہ بنایا جائے کہ ان لوگوں کو وہاں پر رکھا جائے۔ جب تک اس چشمے کو بند نہیں کریں گے جس سے یہ بیروزگار، محروم اور مجبور انسان پیدا ہوتے ہیں، آپ جتنی بھی کوشش کریں بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ بیت المال، زکوٰۃ، صدقات کی رقم کتنی زیادہ ہے لیکن وہ وہاں تک نہیں پہنچ سکتی۔ آج بھی تمام زکوٰۃ، بیت المال اور دوسرے وسائل وہ استعمال کر رہے ہیں جن کے پاس وسائل ہیں۔ ہم ایسے ہی کہتے ہیں کہ بیت المال سے ان کی مدد کی جائے۔ آپ ان کی فہرست نکالیں کہ Federation کے صوبوں میں وہ رقم کہاں جاتی ہے؟ اس لیے beggary کوئی کس طرح سے control کر سکتا ہے؟ جو professional ہیں وہ تو صرف 1% ہیں، آپ ان کو حساب میں نہ لائیں، آپ اپنی society میں ان مجبوروں کو

جنہیں ہماری society نے اس حال میں رکھا ہے کہ وہ خواہ مخواہ ہاتھ پھیلاتے ہیں بلکہ ہمارے ایک دوست کہتے ہیں کہ اصل میں شرم آتی ہے ورنہ ہماری society کا حال یہ ہے کہ اکثریت کو اس پر مجبور کیا جا رہا ہے کہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ ہماری society میں اکثریت کا یہ حال ہے۔ اس society سے آپ یہ توقع کرتے ہیں اس حوالے سے پھر بھی ان کی تعداد' percentage, ratio کم ہے۔ میں عرض کرونگا کہ ہمارے آئین میں principle of policy جو State کے لیے تھے' میں جناب والا! ان کی نشاندہی کروں گا کہ آپ Article 37, 38 پڑھیں۔ آپ دیکھیں گے کہ باقاعدہ State کے لیے یہ policy principle ہے کہ آپ نے یہ کام کرنے ہیں۔ آپ نے education, health کا انتظام کرنا ہے' آپ نے ensure کرنا ہے' میں quote کرونگا

"The State shall-

a) promote, with special care, the educational and economic interests of backward classes or areas;

b) remove illiteracy and provide free and compulsory secondary education within minimum possible period;

اسی طرح آگے ہے،

c) make technical and professional education generally available and higher education equally accessible to all on the basis of merit;

اس طرح جناب والا! آرٹیکل 38 میں ہے۔

"The State shall -

a) secure the well-being of the people, irrespective of sex, caste, creed or race, by raising their standard of living, by preventing the concentration of wealth and means of production and distribution in the hands of a few to the detriment of general

interest and by ensuring equitable adjustment of rights between employers and employees, and landlords and tenants;

b) provide for all citizens, within the available resources of the country, facilities for work and adequate livelihood with reasonable rest and leisure;

c) provide for all persons employed in the service of Pakistan or otherwise, social security by compulsory social insurance or other means;

تو اس طرح جناب والا! یعنی

d) provide basic necessities of life, such as food, clothing, housing, education and medical relief, for all such citizens, irrespective of sex, caste, creed or race, as are permanently or temporarily unable to earn their livelihood on account of infirmity, sickness or unemployment;

e) reduce disparity in the income and earnings of individuals, including persons in the various classes of the service of Pakistan.

جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ سوسائٹی میں mainly state کو ہم نے welfare state بنانا تھا اور اس میں یہ نشاندہی ہے۔ دوسرے ممالک میں --- یہاں لوگ اور بھی بات کریں لیکن افغانستان کی موجودہ مشکلات میں جو انہوں نے آئین بنایا ہے اس میں تین چیزیں fundamental rights بن گئے۔ Employment fundamental right ہے کہ آپ کو لازمی روزگار مہیا کرنا ہوگا۔ Health fundamental right ہے، تعلیم fundamental right ہے۔ آئینی پابندی ہے کہ آپ نے تعلیم کی سہولیات عوام کو پہنچانی ہیں۔ یہ ان حالات میں، اس غربت، اس پسماندگی میں بھی fundamental rights ہیں تو ہمارے لیے جناب والا! اگر مسئلہ

حل کرنا ہے تو ہماری principle of policy میں پہلے ہی سے اس کی indication ہے۔

جناب والا! اصل مسئلہ یہ ہے کہ اگر ہم واقعی اپنا تمام outlook تبدیل کریں، اگر ہمارا outlook یہ ہے کہ واقعی یہاں جیسا کہ privatization کا مسئلہ ہوا ہے۔ بس ایک فلاسفی بنا لی ہے کہ جو چیز ہے اس کو پکڑو اور فروخت کرو لیکن اگر ہم ایک welfare state کی حیثیت سے سوچیں تو پھر اس میں، میں یہ کہوں گا کہ ہمیں باقاعدہ تعلیم کو fundamental right, روزگار کو fundamental right صحت کو fundamental right قرار دینا اور provide کرنا ہوگا۔ اس میں پھر یہ بیت المال ہے یا دوسرے پیسے ہیں اس میں آپ allocation کرسکتے ہیں اور انشورنس کریں یہ جو social security ہے جیسا کہ یورپ میں ہے کہ elderly لوگوں، بے روزگار لوگوں کو یہ تو باقاعدہ permanent ایک system ہے۔ جناب والا! پھر اس حالت میں یہ phenomenon ختم ہوگا جب اندرونی طور پر یہ عمل ہے exploitation کا ہماری سوسائٹی کا اس کو جب ہم بنیادی طور پر ختم کرنے کے راستے پر جائیں گے، جس تناسب سے ہم اس راستے پر جائیں گے اس تناسب سے beggary اور دوسری برائیاں، لوگوں کو فروخت کیا جا رہا ہے، ان کی ہڈیاں فروخت ہو رہی ہیں۔ ہمارے کوئٹہ میں باقاعدہ اب تو روزانہ بچوں کا اغواء ہو رہا ہے۔ لوگ معلوم ہیں کہ کون ہیں لیکن ہمارا انتظامی system اس حوالے سے fail ہے۔ جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ باقاعدہ بنیادی حق قرار دیا جائے تمام ملک میں صحت، تعلیم، روزگار اور انشورنس، دوسرے ذرائع اختیار کیے جائیں کہ ایک انسان دوسرے کے سامنے ہاتھ پھیلانے سے باز آئے اور ایک گروپ جو ہے، مافیا، وہ خود بخود ختم ہو جائے۔ مہربانی جناب کہ آپ نے مجھے time دیا۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر عبد الخالق پیرزادہ صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر عبد الخالق پیرزادہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین صاحب! بہت شکریہ آپ کا کہ آپ نے مجھے اس بڑے گھمبیر قسم کے موضوع پر بولنے کی اجازت مرحمت فرمائی۔ اصل میں اسلامی تعلیمات کے مطابق یہ ملک بنا تھا۔ جہاں اسلام ظلم و بربریت کو ختم کرنے آیا، وہاں جہالت اور غربت کو ختم کرنے کے لیے بھی آیا تھا۔ اسلام کی

تعلیمات تقریبا بیس فیصد سے زیادہ بھیک مانگنے کے خلاف ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تفصیل سے اپنی ان تعلیمات کو بیان فرمایا تھا جن کا خلاصہ یہ تھا کہ غیرت مند آدمی صرف خدا سے مانگتا ہے اور (عربی) اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے زیادہ بہتر ہے' وہ جیسا بھی کیوں نہ ہو۔ بہرکیف یہ کہ اسلامی اصول کی بات ہے۔ ہمارے ملک میں اسلامی تعلیمات کم ہونے کی وجہ سے یہ رواج پا گئی۔ گداگری ایک international قسم کا موضوع ہے۔ یہ گداگری امریکہ میں بھی پائی جاتی ہے۔ ایک قسم سے یہ برطانیہ اور فرانس میں بھی پائی جاتی ہے۔ آپ بھی جاتے رہتے ہیں' ہم بھی جاتے رہتے ہیں' کہیں یہ گھار بجا کر خوبصورت لڑکیاں بڑی بڑی بلڈنگوں کی سیڑھیوں پر کھڑی ہوتی ہیں اور مانگ رہی ہوتی ہیں اور امریکہ میں دوسرا style ہے کہ وہ سیدھا پستول یہاں رکھ دیتے ہیں اور کہتے ہیں پیسے نکالو اور اس پر اگر پیسے نہیں دیے جاتے تو بندے کو مار بھی دیا جاتا ہے یا اگر پچیس ڈالر نکلے ہیں تو کہتے ہیں I want 2000 Dollars تمہارے پاس پچیس ڈالر کیوں نکلے۔ وہ بھی ایک طریقہ ہے گداگری کا لیکن ہمارے اس معاشرے میں ایک تو مصیبت یہ ہے کہ گداگری عام ہو گئی ہے۔ دوسری مصیبت یہ ہے کہ ہمارے ہاں گداگری کے بہت زیادہ شعبے ہو گئے ہیں۔ اتنے شعبوں پر بات کرنے کے لیے ہمیں کئی ہفتے درکار ہیں۔ یہ تو مانگتے پھرتے ہیں۔ جس طرح ہماری بہن نے ذکر کیا ہے کہ وہ ہڈیاں وغیرہ توڑ دیتے ہیں۔ یہ بڑی پرانی بات ہے۔ پتہ نہیں پہلے اسمبلی یا سینیٹ میں یہ پیش کی گئی یا نہیں کی گئی' اگر نہیں کی گئی تو کیوں نہیں پیش کی گئی۔ یہ ایک بہت بڑا مافیا ہے اور یہ اتنا بڑا مافیا ہے کہ کئی شہروں میں' جب ہم نے بات کی کہ اس مسئلے کو ختم کیا جائے تو تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ مختلف شہروں میں' مختلف موسموں میں حملہ کرتے ہیں اور اس شہر پر جا کر ان کا اس طرح کنٹرول ہو جاتا ہے' وہاں کے بڑے بڑے وڈیرے ان سے ملے ہوتے ہیں' وہاں کی پولیس ان سے ملی ہوتی ہے۔ کوئی اچھا بھلا شریف آدمی یا کوئی مولانا یا کوئی بڑا مالدار آدمی بھی ان کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ کس قسم کی مافیا ہے؟ اس مافیا کے بارے میں اگر تحقیق نہ کی گئی تو ملک کو بڑا نقصان پہنچے گا۔

دوسری بات یہ ہے کہ تمام ملک آپ کا' لوگ کہتے ہیں کہ جی امریکہ نے خرید رکھا ہے' کوئی کہتا ہے کہ برطانیہ نے خرید رکھا ہے' کوئی کہتا ہے کسی اور نے خرید رکھا ہے' کوئی کہتا

ہے وڈیروں نے لیکن ایک خریدار اس کے یہ بھکاری لوگ بھی ہیں۔ سارا ملک بکا ہوا ہے۔ تمام ملک کے تمام علاقے اور تمام محلے بکے ہوئے ہیں۔ ایک محلے کے بھکاری دوسرے محلے میں نہیں جا سکتے۔ تمام شہروں اور بازاروں کے تھڑے بکے ہوئے ہیں۔ ایک فقیر کی جگہ دوسرا فقیر کھڑا ہو سکتا نہیں ہے۔ آخر یہ گورنمنٹ کے اندر کون سی ایسی گورنمنٹ ہے' جو یہ جگہیں بیچتی ہے اور اس کی خلاف ورزی کرنے پر اس کا بڑا ایکشن لیا جاتا ہے' اس کو بڑی سزا ملتی ہے۔ یہ کتنی بڑی طاقت ملک میں موجود ہے خفیہ طور پر۔ اس کے ساتھ اگر پولیس کا نام لیا جاتا ہے تو پولیس کیسے ملی ہوئی ہے۔ پولیس کی ان کالی بھیڑوں کو نکالنا بھی واجب ہے اور اگر اس کے ساتھ کوئی بڑے دوسرے غلط قماش قسم کے لوگ ملے ہوئے ہیں' ان کا سراغ لگانا بھی بہت ضروری ہے۔ تیسرا ان کا شعبہ ہر اتوار کو تقریباً خاص طور پر اور غیر اتوار کو عام طور پر بازاروں میں ویگنیں لے کر پھرتا ہے۔ پہلے تو وہ گڈویاں بجاتی تھیں ہوٹلوں کے اڈوں پر۔ اب ان کے بچے جوان ہو گئے' انہوں نے کہا کہ گڈویاں بجانے میں تھوڑے پیسے ملتے ہیں' مدرسے کا نام بنا لو۔ کاغذوں پر ایک مدرسہ بناتے ہیں اور صبح سے شروع کرتے ہیں کہ بی بی جی' پانچویں منزل سے جمیلہ باجی نے دو آنے بھیجے' دعا کرو ان کے دادا جی مر گئے' وہ جنت میں جائیں۔ دعائیں ہو رہی ہوتی ہیں۔ جناب! لوگوں کی نیند حرام ہوتی ہے اور وہ ایک محلے میں ایک دن اور دوسرے محلے میں دوسرے دن اور تیسرے محلے میں اور وہ بڑے millionaire لوگ ہیں۔

ایک دوسرا گداگری کا انداز ہے جو مسجدوں میں کیا جاتا ہے ۔ وہ بدنام کرتے ہیں چاہے کوئی بریلوی' دیوبندی' اہل حدیث' اہل تشیع ہو' یہ مسئلہ نہیں ہے لیکن کچھ لوگ گیارہویں کے لیے خالہ سلیمہ نے دو آنے بھیجے' وہ صبح سے شروع کر کے ظہر کے وقت پورے محلے والوں کی نیند حرام اور دو دو آنوں کے لیے وہ لوگوں کی تعریفیں کرتے ہیں اور ایک ایک آنہ وصول کرتے ہیں اور سارا دن محلے والوں کو تنگ کرتے ہیں' ان کو کوئی منع نہیں کر سکتا۔

باقی بات یہ ہے کہ جو مدارس کے نام پر یہ ویگنیں وغیرہ' مساجد میں جو یہ کام کیا جاتا ہے اس کو بھی قانونی طور پر بند کیا جائے اور بھکاریوں کی جو بڑی بڑی lobbies ہیں ان کا پتہ کیا جائے۔ ان کے عجیب عجیب مذہب ہیں' ان کے عجیب عجیب انداز ہیں' ان کو کوئی شرم نہیں آتی۔ ان سے آپ لڑیں' وہ لڑنے کے لیے تیار ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہر چیز مانگو' ہر کسی سے

مانگو، ہر وقت مانگو اور ہر حالت میں مانگو اور ہر طریقے سے مانگو، جیسے بھی مانگ سکتے ہو، ویسے مانگو، بس مانگتے رہو۔ اس منگتے ماحول کو مختلف شعبوں کے اندر پتہ کر کے حکومت کو چاہیے کہ اس کو ختم کرے اور ناظمین کو اور جتنی welfare associations ہیں ان کے ذمے یہ کام لگایا جائے کہ محلے کے جو ضرورت مند لوگ ہیں ان کی جو بنیادی ضروریات ہیں وہ پوری کی جائیں اور آپ کو معلوم ہونا چاہیے جناب چیئرمین صاحب قبلہ! یہ معاملہ اتنا بھیانک ہو چکا ہے کہ ابھی پچھلے چھ مہینوں میں کراچی میں پندرہ، بیس واقعات ہوئے ہیں کہ مانگنے کے نام پر ایک عورت آئی، اندر سے ایک عورت دینے کے نام پر نکلی، اس نے اس عورت کو ایک طرف دھکا دیا پیچھے سے چھ آدمی داخل ہوئے، عورت کو قتل کر گئے اور سارے گھر کا سامان لوٹ کر لے گئے تو یہ بہت خطرناک قسم کا مافیا بن گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس معاشرے کی تربیت کی تھی کہ نہ کسی بت سے مانگو، نہ کسی انسان سے مانگو اور نہ کسی جابر سے مانگو بلکہ صحابہ کی اتنی تربیت ہوگئی کہ تین تین دن بھوکے بیٹھے ہوئے ہیں، چار چار دن حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا رنگ پیلا ہو گیا ہے، محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے ہیں کہ بیٹا کیا ہوا ہے تجھے، تو تو مرنے کے قریب ہوگیا ہے، فرمایا کتنے دن ہوگئے ہیں، میں نے کچھ نہیں کھایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی سے پوچھ لیتے، کہا کہ کسی سے کیوں پوچھ لیتا، جس نے خوراک اور مجھے پیدا کیا ہے، کیا وہ مجھے نہیں دیکھ رہا کہ میں نے نہیں کھایا، میں تو اسی سے مانگوں گا جب مانگوں گا لیکن اب میں اتنا غیرت مند ہوگیا ہوں کہ میں اس سے بھی نہیں مانگتا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا پھر کیا ہوگا تو کہا کہ وہ دعوت کرے گا تو ہم جائیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے گھر میں تیری دعوت ہے، اللہ تعالیٰ نے کی ہے، آ جایے۔ تو ہزاروں مثالیں اسلام میں موجود ہیں۔ اس قسم کے اتنے بڑے gang اور اتنی بڑی طاقتیں ملک میں ابھرتی جا رہی ہیں، مانگتا تو ہر شخص ہے، امریکہ کا صدر کھڑا ہو تو وہ بھی چندہ مانگتا ہے، سیاسی پارٹیوں کے لیڈران جب الیکشن لڑتے ہیں تو وہ بھی مانگتے ہیں لیکن مانگنے کے کوئی طریقے بھی ہوتے ہیں تو اس کا ایک institute کھولا جائے اور ناظمین، کونسلرز اور welfare societies کے ذمے لگایا جائے اور یہ سیاسی جماعتیں جو اتنے پیسے مانگ کر کھا جاتی ہیں ان کے ذمے بھی کچھ پیسے لگائے جائیں کہ اتنے پیسے آپ بھکاری فنڈ کے اندر جمع کرائیں

گے اور ایک ایسا قانون ملک میں نافذ کیا جائے کہ گداگری کو نہ بخشا جانے والا گناہ قرار دے دیا جائے۔ اس پر جتنی بحث علمی، عقلی اور قانونی طور پر ہم سینیٹ میں کرنے کے لیے تیار ہیں، حکومت کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں۔ یہ بہت بڑا کلنک کا ٹیکہ ہے ساری دینا مانگتی ہے لیکن جتنا گندہ طریقہ مانگنے کا یہاں ہے وہ دنیا میں ہمیں کہیں نظر نہیں آیا اور اس کی وجہ سے ہم بڑے بدنام ہیں لہذا اس پر آپ توجہ فرمائیں۔ جس میری بہن نے یہ مسئلہ پیش کیا ہے ان کو اور جتنے بھائی بہنوں نے اس مسئلے پر بحث کی ہے اور جو کریں گے، اللہ تعالیٰ ان کو جزا دے گا۔ ہم دوسروں کے لیے یہ کہہ رہے ہیں ہم خود بھی اگر مانگنے سے توبہ کرلیں تو بڑی اچھی بات ہے۔ السلام علیکم۔

جناب چیئرمین، شکریہ، ڈاکٹر خالد محمود سومرو۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ گداگری کے مسئلے پر کافی اچھی اچھی باتیں سامنے آئی ہیں۔ ہم مسلمان ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سے ہمیں سبق حاصل کرنا چاہیے اور پھر خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی زندگیاں بھی ہمارے لیے نمونہ ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ میری حکومت میں دریائے فرات کے کنارے اگر کوئی کتا بھی بھوک سے مر جائے گا تو قیامت میں اس کا سوال بھی مجھ سے ہوگا۔ تو بنیادی طور پر یہ حکومت کی ذمہ داری ہے۔

جو تجاویز پیش کی گئی ہیں، کافی اچھی تجاویز آئی ہیں۔ کوئی کمیٹی بنائی جائے اور باضابطہ طور پر اس پر بات ہو اور تجاویز مرتب کر کے گورنمنٹ کے حوالے کی جائیں، گورنمنٹ ان پر عمل کرے گی۔ کچھ لوگ تو وہ ہیں جنہوں نے دھندا بنایا ہوا ہے، ان کو تو سزا ہونی چاہیے، پکڑنا اور گرفتار کرنا چاہیے۔ کچھ وہ لوگ ہیں جو واقعی محتاج ہیں ان کے لیے سرکار باقاعدہ انتظام کرے۔ ان کے لیے یتیم خانے کھولے۔ اگر بوڑھے ہوں تو ان کے لیے گھر بنائے جائیں۔ اگر ایسی خواتین اور مرد ہیں تو ان کے لیے باقاعدہ انتظام کیا جائے اور مکمل کفالت گورنمنٹ کی طرف سے ہونی چاہیے۔ ان کے بچوں کے لیے بھی مکمل کفالت کا انتظام گورنمنٹ کرے۔ ہمارے ملک میں جو زکوٰۃ کا شعبہ ہے، زکوٰۃ مستحقین تک نہیں پہنچ پاتی، اس پر بھی check رکھا

جائے تاکہ مستحقین تک پہنچے۔ بیت المال سے جو بھی پیسے جاتے ہیں وہ بھی مستحق افراد تک پہنچیں۔ ان تمام چیزوں پر غور کرنا پڑے گا اور ایک تجویز یہ بھی ہونی چاہیے کہ گداگری کی لعنت سے جان چھڑانے کے لیے local bodies کے جو ذمہ دارن ہیں ان کو ذمہ دار قرار دیا جائے۔ یونین کونسل کا جو ناظم ہے اس کو ذمہ دار قرار دیا جائے، تحصیل level پر تحصیل کے ناظم کو اور ضلع کے level پر جو ضلع کا ناظم ہے اور اس کے ساتھ ساتھ تھانے کے level پر جو پولیس کے افسران ہیں اگر کسی تھانے کی حد میں اس قسم کے واقعات ہوتے ہیں تو ان کو بھی جوابدار بنایا جائے، گورنمنٹ انتظام کرے، جنہوں نے دھندا بنایا ہے ان کے خلاف کارروائی کرے، مستحقین تک پیسے پہنچیں اور جن کا کوئی گھر گھاٹ نہیں، فٹ پاتھوں پر زندگی بسر کرتے ہیں ان کے لیے باقاعدہ دارلکفالے قائم کیے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ کام ہو جائیں تو اس لعنت سے ہمیں چھٹکارا مل سکتا ہے، بدنامی سے ہم بچ سکتے ہیں، ذلت ہو رہی ہے اور بہت بڑی رسوائی ہو رہی ہے ہمارے ملک کی۔ اگر ہم سب مل کر کام کریں گے تو اس کے اچھے نتائج نکلیں گے اور قوم کی عزت ہو گی اور اللہ تبارک و تعالی کی رحمت نازل ہو گی۔

جناب چیئرمین، جی سمیں صدیقی صاحبہ۔

سینیٹر سمیں یوسف صدیقی، جناب چیئرمین! یہ issue بہت important ہے اور جیسا کہ انہوں نے بتایا کہ جس طریقے سے یہاں اسلام آباد اور پنڈی میں بھیک مانگی جاتی ہے بالکل اسی طریقے سے وہاں پر بھی بچے چیز وغیرہ بیچنے کے بہانے گاڑیوں کے پاس آتے ہیں اور پھر وہ بھیگ مانگنا شروع کر دیتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ کوئی country wide group ہے جو ہر جگہ، ہر شہر میں اور بڑے بڑے شہروں میں ہوتا ہے اور ان کے مانگنے کا طریقہ ایک ہی ہے۔ بھیک مانگنا خود ایک بہت بڑا جرم ہے اور یہ کئی اور جرائم کو بھی جنم دے رہا ہے۔ اتنے چھوٹے بچے جو بھیگ مانگتے ہیں تو وہ addict بھی ہو جاتے ہیں جیسے کہ petrol کی addiction ہے وغیرہ، اس چیز میں ہماری حکومت کو کچھ کرنا چاہیے اور ایسے لاوارث بچے جو بھیک مانگ رہے ہیں اور addiction کا شکار ہو رہے ہیں، جیسے SOS villages کراچی اور بڑے شہروں میں قائم کیے گئے ہیں ان بچوں کو ان میں رکھا جائے، ان کی character

building کی جائے اور ان کو صحیح تربیت دی جائے اور ایک گھریلو ماحول دیا جائے تاکہ وہ اس چیز سے نکل سکیں۔ کراچی کے حوالے سے میں آپ سے ایک بات کروں گی کہ وہاں کراچی میں سب سے زیادہ beggars نظر آ رہے ہیں۔ وہ units ہیں and they are polluting the society وہ بہت سے جوان لڑکوں کو رات کو نکالتے ہیں' اور وہ signal پر کھڑے ہو کر بھیک مانگتے ہیں۔ یہ کوئی socially اچھی چیز نہیں ہے۔ ہمیں اس طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ہمیں ایک anti-beggary force بنانی چاہیے جس کا کام ہی یہ ہو کہ جہاں بھی انہیں beggars نظر آئیں' وہ انہیں پکڑیں۔ ان کے لیے poor homes بنائے جائیں جن میں ان کو رکھا جائے۔ پہلے بھی poor homes بنائے گئے تھے لیکن جب فقیروں کو وہاں رکھا جاتا تھا تو وہ وہاں سے بھاگ جاتے تھے کیوں کہ یہ professional ہیں اور ان کی عادت چھوٹ نہیں سکتی۔ ان سے بہت سارے ایسے بھی ہیں جو بنے ہوئے ہیں اور بہت سارے deserving بھی ہیں اور deserving کا حق اس طرح مارا جاتا ہے۔ اس طرف حکومت توجہ دے اور اس چیز کو خاص طور پر دیکھے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین، جی کمبلی صاحب۔

سینیٹر محمد عباس کمبلی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ چیئرمین صاحب! آج بڑے ہی اہم موضوع کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ گداگری ایک cancer ہے جو اس ملک کے fabric کو نقصان پہنچا رہا ہے۔ Beggary کیوں جنم لیتی ہے؟ گداگری کس وجہ سے پیدا ہوتی ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا بنیادی سبب--- اگر ہر حقدار کو اس کا حق مل جائے تو گداگری کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ گداگری اسی لیے جنم لیتی ہے کہ معاشرے میں بھوک ہوتی ہے۔ تعلیم نہیں ہوتی۔ صحت کے انتظامات نہیں ہوتے۔ اگر ہمیں گداگری کا انسداد کرنا ہے تو معاشرے سے بھوک' غربت اور افلاس کا خاتمہ کرنا ہوگا۔ گداگری کا بنیادی سبب دولت کی غیرمنصفانہ تقسیم ہے۔ اگر دولت کی منصفانہ تقسیم ہو تو گداگر جنم ہی نہیں لے سکتے۔ کیا خوب کسی نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر "کسی شہر میں کوئی بھوکا سو رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی امیر آدمی نے اس کا حق مارا ہوا ہے"۔ لہذا ہمیں غربت کا خاتمہ سب سے پہلے کرنا

ہو گا۔

ہمارے معاشرے میں غربت ہے اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا لیکن جیسا کہ ابھی ابھی خالد سومرو صاحب نے فرمایا اور بجا ارشاد فرمایا کہ کچھ لوگ تو genuine محتاج ہیں۔ ان کی ضروریات کو پورا کرنا state کا بھی فریضہ ہے' ریاست کا بھی فریضہ اور ہر شخص کا فرض ہے۔ جیسا کہ مندوخیل صاحب نے کہا کہ بنیادی حق اسے مانا جائے کہ روزگار' صحت' تعلیم یا یوں کہیں کہ روٹی' کپڑا اور مکان یہ ہر انسان کا بنیادی حق ہے' اسے یہ حق ملنا چاہیے۔ اگر یہ حق مل جاتا ہے اور اس کے بعد پھر گداگر پائے جاتے ہیں تو یقیناً انہیں سزا دی جائے لیکن پہلے یہ انتظام ضروری ہے کہ کوئی شخص بھوکا نہ ہو' کوئی شخص ننگا نہ ہو' کوئی شخص تعلیم اور صحت کے بغیر نہ ہو۔ یہ تو ایک genuine problem ہے۔ ہاں پھر زکوٰۃ اور بیت المال کا جو system ہے اس system کو improve کرنے کی ضرورت ہے۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ ہر ضرورت مند تک زکوٰۃ اور بیت المال سے امداد پہنچے۔ افسوس تو یہ ہے کہ یہاں اس ملک میں زکوٰۃ کے مال میں بھی corruption ہے اور بیت المال میں بھی اور اس سلسلے میں میں خود یہ محسوس کرتا ہوں کہ جو واقعی محتاج ہے وہ ہاتھ نہیں پھیلاتا۔ (فارسی) غیرتمند انسان کبھی ہاتھ نہیں پھیلاتا' بھیک نہیں مانگتا' چوراہے پر نہیں آتا۔ لہذا اس تک پہنچنا زکوٰۃ کمیٹیوں کا فرض ہے' بیت المال والوں کا فرض ہے اور مختلف جو ادارے ہیں ان کا یہ فرض ہے۔ خودکشیاں کیوں ہو رہی ہیں۔ کون لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں۔ یہ وہی لوگ ہیں جو محتاج ہیں لیکن کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔ لہذا یہ تو serious مسئلہ ہے اور اس کے بارے میں توجہ دینی چاہیے اور بھرپور توجہ دینی چاہیے جیسا کہ سومرو صاحب نے کہا کہ علاقائی ناظمین کے حوالے یہ کام کیا جائے۔ علاقہ پولیس کے حوالے یہ کام کیا جائے اور گداگری کا انسداد اسی طرح ہو سکتا ہے لیکن میں ساتھ ساتھ یہ بھی کہوں گا کہ گداگری کے مختلف standards ہیں' مختلف classes ہیں' گداگر وہی نہیں جو سڑک پر نظر آتا ہے بلکہ بہت سارے white collar beggars بھی ہیں' بہت سارے سفید پوش beggars بھی ہیں۔ بہت سوں نے یہ پیشہ مختلف انداز میں اپنا لیا ہے جیسا کہ ابھی مولانا عبدالخالق پیرزادہ صاحب نے کہا کہ مسجدوں میں بھی beggary ہے' مدرسوں کے نام پر بھی beggary ہے۔ چندہ خوری ایک beggary ہے۔ جسے دیکھیں وہ رسید بک لیے پھر رہا ہے۔

جیسے دیکھیں وہ چندہ اکٹھا کر رہا ہے۔ چندے کو بھی چیک کیا جائے یہ بھی ایک مافیا ہے۔ کچھ NGOs نے بھی یہ راستہ اختیار کیا ہوا ہے۔ یہ beggary کے مختلف standard ہیں۔ Beggary کی مختلف classes ہیں اور ابھی ابھی ایک خاتون سینیٹر نے کیا خوب بات کہی اور میں سوچ رہا ہوں کہ ہمارے ملک میں گداگروں کی بھرمار ہے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ آپ نے کیا کہا' کس text میں کہا کہ ہمارے ملک میں گداگروں کی بھرمار ہے مگر اسلام آباد میں تو حد ہی ہو گئی ہے۔ میں اس حد کو سمجھنا چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ۔ جناب چیئرمین! میں صرف یہ بتانا چاہوں گا کہ میرے پاس کئی ایسی رپورٹیں پہنچی ہیں کہ کراچی کے کئی بڑے بڑے تاجروں نے کہا کہ ہمارے پاس NGOs آئیں اور انہوں نے کہا کہ ہم فلاں کام کر رہے ہیں۔ آپ اتنے پیسے دیں' ہمارے ساتھ فلاں فلاں بڑے آدمی ہیں اگر آپ نے پیسے نہ دیئے تو آپ کا حشر برا ہوگا۔ اس قسم کی ہمارے پاس کئی رپورٹیں آئی ہیں حکومت کو اس پر بھی توجہ دینی چاہیئے۔

جناب چیئرمین۔ جی رحمت اللہ کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ۔ شکریہ جناب چیئرمین! گداگری پاکستان پولیس فاؤنڈیشن کی unofficial industry ہے جس کی سرپرستی میں کھلے عام یہ دھندہ ہوتا ہے۔ میرے اور آپ کے راستے میں تین تلوار اس کی واضح مثال ہے۔ باقاعدہ گزنی تھانے کی حدود میں ہے یہ فروخت ہوتا ہے۔ اسلام آباد کا ہر چوراہا فروخت ہوتا ہے لیکن بدیانتی یہ ہے کہ 'مینڈر نہیں ہوتا' غیر اعلانیہ ہوتا ہے۔ جناب والا! چونکہ میرا تعلق کراچی سے ہے' میرا کاروبار وہاں پر ہے' میرا آدھا گھر وہاں پر ہے۔ اس لیے کہ کراچی روشنیوں کا شہر ہے اور اس روشنی میں یہ دھندا کھلے عام ہو رہا ہے۔ اسلام آباد پولیس بھی اس گورکھ دھندے میں ملوث ہے۔ ڈنکے کی چوٹ پر پیسہ لیتی ہے۔ کسی کی شنوائی نہیں ہوتی۔ اس کا سدباب کیا جائے۔ آئینی پہلوؤں پر میرے محترم دوست مندوخیل صاحب اظہار خیال کر چکے ہیں۔ خالد سومرو صاحب دینی لحاظ سے اس پر اظہار خیال فرما چکے ہیں۔ خالد پیرزادہ نے گڑوی بجانے کی بات کی ہے اور بڑے خوبصورت پیرائے میں کی ہے۔ اس کا اگر سدباب کرنا ہے تو اربوں روپے جو زکوٰۃ فنڈ میں پڑے ہیں۔ جو

مختلف سیمیناروں پر خرچ ہو رہے ہیں، جس طرح ساتھیوں نے تجویز دی ہے old age houses بننے چاہیں۔ Disable houses بننے چاہیں۔ باقاعدہ پورے ملک میں اس کی رجسٹریشن ہونی چاہیے۔ پولیس سے روک تھام نہیں ہوگی، جس طرح پولیس حفاظت کے لیے ناکام ہو چکی ہے اور پرائیویٹ سیکورٹی کے لوگ یونیفارم میں پھر رہے ہیں اس طرح پرائیویٹ فورسز کے ذریعے اس کا سدباب کیا جائے۔ باقی اللہ خیر ہی کرے گا۔

جناب چیئرمین، پروفیسر محمد ابراہیم۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم، شکریہ جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں کوشش کروں گا کہ باتیں دہراؤں ناں بلکہ نئی بات کہوں۔ بات کو ترتیب دینا چاہتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ علامہ اقبال نے کہا ہے کہ

مانگنے والا گدا ہے، صدقہ مانگے یا خراج
کوئی مانے یا نہ مانے میر و سلطان سب گدا

جناب چیئرمین! مندوخیل صاحب نے principle of policy کے حوالے سے بات کی ہے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ترتیب یوں رکھی جائے کہ ریاست اپنی ذمہ داری پوری کرے اور اس کے بعد پھر قانون کے ذریعے سے اس برائی کا تدارک کیا جا سکتا ہے۔ جب تک ریاست نے اپنا فرض پورا نہ کیا ہو اور جو باتیں انہوں نے گنوائی ہیں میں اپنی طرف سے ترتیب یوں رکھوں گا کہ بنیادی حقوق میں سب سے پہلا حق تعلیم ہے، تعلیم کے حصول کے بعد دوسرا حق روزگار ہے۔ پھر معاشرے کے اندر صحت اور انصاف یہ چار حقوق بنیادی حقوق میں شامل ہونے چاہئیں۔ یہ بنیادی حقوق اگر ریاست کی طرف سے عوام کو اور شہریوں کو فراہم کیے جائیں تو اس کے بعد گداگری کے لیے قانون بن بھی سکتا ہے۔ اس قانون پر موثر طور پر عمل درآمد بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے سب سے پہلے ذمہ داری حکومت کی ہے۔ اس میں صوبائی حکومت اور وفاقی حکومت برابر کی ذمہ دار ہیں۔ یہ چار بنیادی حقوق، تعلیم، روزگار، صحت اور انصاف شہریوں کو مفت فراہم کرے۔

جناب چیئرمین! میں ایک حدیث کا حوالہ دینا چاہوں گا حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ

تعالیٰ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا۔ ایک شخص نے آ کر شکایت کی کہ وہ تین دن سے بھوکا ہے اس نے کچھ نہیں کھایا۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ ایک اورشخص آیا اور اس نے شکایت کی کہ اے اللہ کے نبی صلی اللہ وسلم ' مدینہ کے مضافات میں مجھے لوٹ لیا گیا اور جو کچھ پاس تھا لوٹا گیا۔ عدی بن حاتم فرماتے ہیں کہ مجھے نبی کریم صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ عدی تو نے حرا کا شہر دیکھا ہے۔ کہتے ہیں پھر نبی اکرم صلی اللہ وسلم گویا ہوئے کہ عدی ایک وقت وہ آنے والا ہے کہ حرا سے ایک خاتون اکیلی چلے گی اس نیت سے کہ وہ بیت اللہ کا طواف کرے اور وہ ہاتھوں میں سونا لیے اچھالتی ہوئی اکیلی سفر کرے گی اور اسے کوئی خطرہ نہیں ہوگا سوائے جنگل کے جانور اور اللہ کے خوف کے اور پھر نبی کریم صلی اللہ وسلم نے فرمایا کہ عدی اگر تیری عمر نے وفا کی تو ایک وقت وہ آئے گا کہ زکوٰۃ دینے والے تو ہوں گے لیکن زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں ہوگا۔ اور پھر فرمایا کہ عدی اگر تیری عمر لمبی ہوئی تو ایک وقت وہ آئے گا کہ قیصر و کسریٰ کے خزانے تمہارے سامنے کھول دیئے جائیں گے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ وسلم کی یہ تمام بشارتیں ثابت ہوگئیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اسی نقش قدم پر پاکستان کی اسلامی ریاست کو فلاحی ریاست بنانے کی کوشش کریں۔ یہ سب کچھ ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین ! یہاں پنجاب کی مثال بھی دی گئی بالکل درست ہے۔ سرحد میں دارالکفالوں کا قیام بھی ہوا' عشر و زکوۃ اور سماجی بہبود کے اداروں کو مضبوط بنانے کی ضرورت ہے۔ اس کے ذریعے سے بھی یہ کام ہو سکتا ہے اور یہ کام اگر ہو جائے' اگر ریاست اپنی ذمہ داری پوری کرے تو اس کے بعد سخت ترین قوانین ہونے چاہییں اور اس کے بعد پھر یقینی بات ہے کہ کوئی مجبور اور لاچار سوال نہیں کرے گا بلکہ سوال کرنے والے وہی ہونگے جن کو یہاں مافیا کہا گیا اور بالکل درست ہے کہ یہ مافیا موجود ہے اور میرے کئی دوستوں' میرے محترم ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ صاحب نے تو بڑی واضح فہرست دی۔ میں ایک آخری بات عرض کروں گا کہ ایک وہ مانگنے والے بھی ہیں جس کی ہم روزانہ اخبار میں خبر پڑھتے ہیں کہ کراچی میں اتنے' اتنے موبائل فون چھین لیے گئے اور اتنے موٹر سائیکل اور گاڑیاں چھین لی گئیں۔ وہ بھی ایک قسم ہے ان گداگروں کی۔ بہرحال

مانگنے والا گدا ہے صدقہ مانگے یا خراج
کوئی مانے یا نہ مانے میر و سلطان سب گدا

شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، کلثوم پروین صاحبہ۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب چیئرمین! میں ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ کی مشکور ہوں کہ انہوں نے قوم کی توجہ ایک ایسے issue کی طرف دلائی جس پر کافی عرصے سے ہم چاہ رہے تھے کہ بات کریں۔ جناب! وہ باتیں نہیں دہراؤں گی جو معزز ارکان مجھ سے پہلے کہہ چکے ہیں۔

جناب والا! میں ایک چیز جو داتا دربار اور بری امام کے درباروں میں دیکھی ہے کہ یہ متبرک جگہیں ہیں جہاں انسان دو نفل پڑھنے اور چند لمحے سکون حاصل کرنے کے لیے جاتا ہے، وہاں ان لوگوں کی لمبی قطاریں لگی ہوتی ہیں اور انسان کو اپنے آپ کو بچانا مشکل بن جاتا ہے کہ فقیروں اور مانگنے والوں سے کس طرح سے جان چھڑا کر دو رکعت نماز نفل ادا کرسکیں۔ یہاں مزارات پر لاکھوں کے حساب سے لوگ نذرانے دے کر جاتے ہیں۔ اس کا کیا مصرف ہے اس کا مذہبی امور و حج و اوقاف والوں کو پتہ ہو گا۔

جناب والا! ایک اور بڑی لعنت جس پر میں motion بھی لانا چاہتی تھی آپ کے اسلام آباد میں، میں نے دیکھا کہ لوگ قرآن پاک کے نسخے، پنج سورۃ اور احادیث جن کو چھوٹے چھوٹے ناپاک اور نہایت ہی گندے بچے اپنے ہاتھوں میں لیے ہوئے مختلف گاڑیوں کے آگے پیچھے، کبھی انہیں کسی گاڑی پر رکھ رہے ہیں، کبھی کسی نعوذ باللہ نالے کے سرے پر رکھ رہے ہیں، کبھی اس کا ہدیہ مانگتے ہیں، لوگ ویسے بھی کبھی ان کو دس بیس روپے دے کر جان چھڑاتے ہیں لیکن سمجھ میں نہیں آتی کہ یہ کونسی کمپنیاں ہیں جو اس طریقے سے ان بھیک منگوں سے خیرات منگوا کر اپنی چیزوں کی advertisement کرتے ہیں۔

جناب! اراکین نے بہت سے طریقے بتائے اور لوگوں نے کہا کہ بے شک انسان بھوک سے، افلاس سے مجبور ہوکے مانگتا ہے حالانکہ ہمارے دین میں اس کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ جناب! ایسے لوگ بھی میں نے دیکھے ہیں جو ستر سال کی عمر ہونے کے باوجود گدھا گاڑی

چلاتے ہیں، رکشا چلاتے ہیں، محنت کرتے ہیں، سڑک کھودتے ہیں۔ اگر ہم ہاتھ پھیلانے کی بجائے محنت کریں تو میرا خیال ہے کوئی ایسی طاقت نہیں ہے جو ہمیں روک سکے۔

ایک اور چیز جو میں نے کوئٹہ میں دیکھی ہے، ہمارے پاس حبیب نالے میں منشیات کا کاروبار کرنے والے لوگ دن بھر نشے میں دھت پڑے رہتے ہیں اور کوئی گاڑی آئے تو کوئی کپڑا لگا کر ہاتھ آگے کر دیتے ہیں پانچ دس بیس روپیہ جو بھی ملے۔ میں یہ بھی کہوں گی کہ اس دھندے میں ہماری پولیس وہاں کی باقاعدہ involved ہے۔ باقاعدہ انہوں نے جگہیں دی ہوئی ہیں اور وہ جگہ ان کے نام ہے اور ان کا بھتہ وہاں سے آتا ہے۔ پورے معاشرے میں چاروں طرف دیکھیں تو یہ چیزیں نظر آتی ہیں۔ میں suggestion دوں گی کہ ہم ساری ذمہ داری سوشل ویلفیئر یا محکمہ زکوٰۃ پر نہ ڈالیں بلکہ کچھ ریاست کی بھی ذمہ داری ہے، کچھ ہماری بھی ذمہ داری ہے۔ ہم لوگ جہاں کسی signal پر کھڑے ہوتے ہیں یا کہیں گاڑی رکتی ہے تو فوراً ہم ان کو دس پانچ روپے دے کے اپنی جان چھڑا لیتے ہیں، اپنے فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔ ہمیں بھی یہ دیکھنا چاہئے کہ جو لوگ مانگ رہے ہیں specially میں نے دیکھا پورا پورا خاندان، عورت اور چار پانچ بچے ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ رات اتنی زیادہ بارش میں عورت اور اس کے ساتھ چھوٹا بچہ ڈھائی تین سال کا، وہ اس کے ساتھ تھا۔ میں نے سمجھا کہ شاید بچہ اکیلا ہے مگر پتہ چلا کہ پیچھے تھڑے پر ماں بھی بیٹھی ہے یعنی پوری فیملی اس business میں ہے۔ انہوں نے ایک industry بنالی ہے۔ اگر ہم نے اس پر قابو نہ پایا تو واقعی یہ ایک industry کی صورت اختیار کر لے گی۔ جیسے منشیات والے لوگ ہمارے ملک میں چالیس لاکھ تک پہنچ گئے تو مجھے یقین ہے کہ یہ بھی کروڑوں میں اس طریقے سے پہنچ جائیں گے۔

جناب! ضرورت اس بات کی ہے کہ خاص طور پر ان لوگوں کے ساتھ جو معصوم بچے ہیں ان کو ہم سکولوں اور مدرسوں میں داخل کروائیں۔ جو عورتیں ہیں اور جو یہ گداگر ہیں، باقاعدہ اس کے لیے قانون سازی کی جائے۔ محکمہ سوشل ویلفیئر کو پابند کیا جائے۔ ان لوگوں کی باقاعدہ لسٹیں بنائی جائیں۔ باقاعدہ ان لوگوں کو ماہانہ، سالانہ یا یومیہ دیا جائے اور اس کی باقاعدہ ہمارے پاس تحریر ہونی چاہیے۔ دوسرا ان کو training دینی چاہیے خاص طور پر جو عورتیں ہیں ان کو آپ کے ویلفیئر اداروں میں کسی technical اداروں میں training دینی چاہیے تاکہ ان کو

معاشرے کا کار آمد شہری بنایا جا سکے۔ Thank you.

جناب چیئرمین، ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب چیئرمین! گداگری ہمارے معاشرے کا ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں گداگری کا ایک طریقہ' باہر جا کر بھیک مانگنے کا ان لوگوں کو بھی یہ سکھایا جائے کہ وہ جس طرح بھکاری ہیں اور وہ جو بیرونی قرضے مختلف طریقے سے لیتے ہیں' قوم کو انہوں نے قرض دار بنایا ہوا ہے' اس پر بھی کچھ سوچا جائے۔

دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے بہت سارے colleagues نے جو فرمایا ہے' یہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو دوسروں سے مانگتا ہے اس کے لیے میں اپنا دروازہ بند کر دیتا ہوں۔ ہمارے بلوچی علاقوں میں بالکل بھکاری نہیں ہیں۔ الحمدللہ ہمیں فخر ہے۔ آپ بلوچستان میں جائیں' کوئٹہ میں' تربت میں وہاں جتنے بھی غریب ہیں الحمدللہ آپ ان کو دیں گے بھی تو وہ کہیں گے جی کہ پہلے آپ ہم سے کام لیں پھر یہ پانچ روپے ہمیں دیں یعنی وہ کم از کم یہ سمجھتے ہیں کہ بغیر محنت کیے لینا گناہ ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ایک کاروبار کے طور پر یہ لوگ دھندہ چلا رہے ہیں۔ یہاں باقاعدہ لوگوں کو' یتیم بچوں کو بیچ کر ہزاروں اور لاکھوں میں بیچ کر ان کے اعضاء کاٹ کر ان کو سڑک کے کنارے بٹھا کے بھیک منگواتے ہیں اور یہ ایک کاروبار شروع کیا ہوا ہے۔ پولیس والے اور یہ لوگ باقاعدہ ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اور ان کی کوئی enquiry اور تحقیق بھی نہیں ہے۔ باقی کوئی مستحق ہے یا نہیں ہے اس پر بھی کوئی تحقیق ہونی چاہیے۔

ہم یہ resolution پاس کرتے ہیں تو اس سے جناب چیئرمین صاحب! کیا action ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ rule میں ہے کہ concerned division کو آپ اس مسئلے کو دے دیں اور اس کے لیے باقاعدہ ہر تین مہینے کے بعد ایک meeting ہونی چاہیے اور باقاعدہ صوبوں کو بھی پابند کرنا چاہیے کہ یہ جو ایئر پورٹ پر باہر سے لوگ آتے ہیں وہ ان پر نوٹ پڑتے ہیں چھوٹے بچے یا بھکاری تو وہ انگریز یا عرب حیران رہ جاتے ہیں کہ یہ کیا ہے؟ یہ کوئی

ملک ہے؟ اور دوسری بات یہ ہے کہ یہاں جو زکوٰۃ اور بیت المال کا محکمہ ہے وہ مستحق تک نہیں پہنچ پاتا۔ میں ایک دفعہ زکوٰۃ چیئرمین بن گیا تو میں نے اپنے جو چھ ممبر ہوتے ہیں ان کو بلایا کہ جی مجھے تیس ہزار ملا ہے تو میں کس طرح تقسیم کروں۔ ہر ایک نے اپنے بیٹے کا نام لیا' اپنی بیوی کا نام لیا' کسی نے اپنی بہن کا نام لیا۔ میں نے کہا بھئی آپ لوگ تو مستحق نہیں ہو وہ کہنے لگے کہ اس سے پہلے تو اسی طرح یہ پیسے تقسیم ہوتے تھے۔ میں نے کہا یہ کونسی تقسیم ہے؟ اگر کوئی آپ کو پچاس ہزار روپے دے تو آپ اس کے منہ پر پھینکیں کہ میں کوئی بھکاری ہوں؟ اللہ نے مجھے سب کچھ دیا ہے۔ اگر کوئی ۵۰ ہزار روپے لفافے میں رکھ کر کسی ارب پتی کو دے دے کہ یہ آپ کے حصے میں آیا ہے تو کہتے ہیں کہ جزاک اللہ' وہ یہ نہیں کہیں گے کہ میں کوئی بھکاری نہیں ہوں یا میں مستحق نہیں ہوں تو جناب چیئرمین! یہ زکوٰۃ اور بیت المال مستحق تک پہنچتا نہیں' ان کا سسٹم بالکل غلط ہے۔ اس کے لیے کوئی ایسا سسٹم بنایا جائے تاکہ مستحق تک پہنچایا جائے اور بیرونی دنیا میں آپ عربوں میں دیکھیں بیروزگار الاؤنس ہوتا ہے۔ وہاں بوڑھے عمر رسیدہ لوگوں کے لیے ایک الاؤنس ہوتا ہے اور یتیم لوگوں کے لیے بھی ایک الاؤنس مملکت کی طرف سے مقرر ہوتا ہے۔ تو یہاں بھی اس طرح ہونا چاہیے' یہ بھی ایک سٹیٹ ہے۔ اس کی ذمہ داری میں آتا ہے لہذا میری تجویز یہ ہے کہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ آپ اس ریزولیوشن کو پاس کریں گے لیکن وہاں جا کر یہ ٹکڑوں میں بٹ جائے تو اس کے لیے باقاعدہ ایک ruling دیں کہ ہر تین مہینے کے بعد اس کی رپورٹ سینیٹ میں پیش ہو جائے اور باقاعدہ concerned division میں اس کو بھیج دیا جائے اور ان کو ہدایات جاری کریں کہ اس کے لیے باقاعدہ جو قانون بنائیں گے صوبوں کو پابند کریں اور میرے دوست نے کہا کہ پولیس والے ہر چوک پر کھڑے ہوتے ہیں اور باقاعدہ بھتے کے طور پر ٹینڈر ہوتا ہے کہ اتنا دس ہزار' پچاس ہزار' لاکھ روپے یہ main چوک ہے' یہ مہینے کا بھتہ دیتے ہیں تو خدارا! یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اس کو بڑی اہمیت دیں اور اس کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ بہت اہم حصہ لیں گے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: لیاقت علی بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی: شکریہ' جناب چیئرمین صاحب! میرا خیال ہے کہ اب وقت کافی ہو

چکا ہے اورمسٹرغوری صاحب کے چہرے سے بےچینی عیاں ہو رہی ہے تو لہذا ان کو wind-up کرنا چاہیے۔ میں کسی اور موقعے پر بات کروں گا۔

جناب چیئرمین، غوری صاحب، آپ کو خاص رعایت ہے۔ آغا صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، نام نہیں ہے۔ آپ نے ہاتھ اٹھایا ہے ---

سینیٹر کامل علی آغا، بولنے دیں۔

جناب چیئرمین، میرے خیال میں ہاتھ اٹھانے کی بجائے مہربانی کرکے لکھ کر بھیج دیا کریں جو کہ طریقہ ہے۔ تو بالکل بولیں، آپ بولیں لیکن لکھ کر بھیج دیا کریں۔ اکثر لوگ لکھ کر بھیجتے ہیں تو اس سے میرے پاس سارا سامنے آجاتا ہے۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، میں نے ہاتھ اٹھایا تھا۔ باقی ان لوگوں نے لکھ کر بھیجا ہے۔ آپ صرف اس طرف دیکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین، میں نے نہیں دیکھا میں معذرت چاہتا ہوں جس کو دیکھا اس کو بتایا، آپ بولیں بے شک بولیں لیکن لکھ کر بھیج دیا کریں تو ذرا واضح طور پر ہوجاتا ہے۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، ان سب نے لکھ کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین، بھئی میں نے دیکھ لیا ہاتھ، جس کا ہاتھ نہیں دیکھا اس لیے کہہ رہا ہوں ناں کہ جو لکھ کر بھیجے گا تو یقیناً مجھ سے slip نہیں ہوگا۔ یہی عرض کر رہا ہوں۔ آپ نے بولنا ہے بولیں۔ ناراض ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ بولیں، آپ بولیں۔ اگر آپ کو کوئی روک نہیں رہا۔ میں نے نہیں دیکھا تو میری کوتاہی ہے اس کی میں معذرت کرتا ہوں لیکن اگر لکھ کر بھیج دیں۔ تو اس کی گنجائش نہیں ہوگی۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، شکریہ جناب! دو چار باتیں دل میں رہتی ہیں تو آدمی کرنا چاہتا ہے۔

جناب چیئرمین، بیشک کریں کسی طریقے سے کریں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، سینیٹروں نے ساری تجاویز دے دی ہیں لیکن ایک دو باتیں رہ گئی ہیں جو میں کہنا چاہتا ہوں سب سے پہلے کہ گورنمنٹ کے لیے سب کچھ آسان ہے یہ اتنی زبردست چیز نہیں ہے جو گورنمنٹ اس کو کنٹرول نہ کر سکے۔ اگر کرنا چاہے۔ مافیا یہی ہے دہشت گرد یہی ہیں، چور یہی ہیں، ایجنسی کا کام بھی یہی کرتے ہیں۔ یہ جو گھروں کو لوٹتے ہیں سارے یہی ہیں۔ دن کو مانگتے ہیں اور دیکھتے رہتے ہیں کہ کتنے آدمی ہیں اور گھر والوں سے پوچھتے ہیں کہ آپ کا خاوند کدھر ہے آپ کا بھائی کدھر ہے آپ کا فلان کدھر ہے، اصل یہ گداگر نہیں ہیں جو سڑکوں پر کھڑے ہیں لوگ چلاتے ہیں، نہیں، یہ باقاعدہ ایک مافیا ہے اس کو جڑ سے اکھاڑنا پڑتا ہے۔ جو بہت طاقتور ہیں، کروڑوں روپے کماتے ہیں، بیٹھے ہوئے ہیں جن کا حصہ percentage رکھتے ہیں ان کو دیتے ہیں اور شام کو کھانا کھلا کر سلاتے ہیں۔ اگر یہ خوش نہیں ہوتے تو ان کو انڈسٹری کا درجہ دیا جائے، اگر اور کچھ نہیں ہوتا تو میں یہ چاہتا ہوں کہ جیسے ہم نے بلوچستان میں بنایا ہے کوئی کسی سے ناراض ہوتا ہے تو جا کر بولتا ہے کہ یہ دہشت گرد ہے۔ وہ بغیر اس کو پوچھ کر گاڑی میں بٹھا کر چھ چھ مہینے تک پتہ نہیں چلتا کہ کدھر گیا ہے۔ تو یہ کیا ہوتا ہے یہ اوپر roads پر بیٹھے ہیں۔ چار کو اگر بغل میں دبائے ہوئے سارا دن گزارتے ہیں کہ میرے صاحب فلاں جگہ بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ سارے صحیح کہہ رہے ہیں۔ ٹھیکے پر باقاعدہ کام ہو رہا ہے اور شام کو یہ کپڑے اتارتے ہیں اور کوئی پہچانتا نہیں اور وہ میریٹ میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ ایک کمیٹی بنائی جائے۔ بہت اچھی اچھی تجاویز آ گئی ہیں، شرعی تجاویز بھی آ گئی ہیں۔ دنیاوی بھی آ گئی ہیں۔ مہربانی کرکے آپ کمیٹی بنائیں۔ اس میں ساری تجاویز شامل کرکے عمل کرائیں۔

جناب چیئرمین، گلشن سعید صاحبہ، آپ بولنا چاہ رہی تھیں۔ جی بولیے۔

سینیٹر گلشن سعید، یہاں پر لوگوں نے بے چارے فقیروں اور گداگروں کی بہت سی برائیاں کی ہیں، میں ان کی طرف سے ایک شعر کہنا چاہتی ہوں کہ

بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشا اہل کرم دیکھتے ہیں

شکریہ۔

جناب چیئرمین، کامل علی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا: شکریہ جناب چیئرمین اور میں شکریہ ادا کرتا ہوں اپنی بہن ڈاکٹر کوثر فردوس صاحبہ کا کہ انہوں نے ایک بہت اہم issue پر یہ resolution دی۔ آج جو اس ہاؤس میں debate ہوئی میں سمجھتا ہوں کہ ہر طرف سے ایک بڑی سنجیدہ گفتگو سامنے آئی ہے۔ جناب چیئرمین! وہ بڑا قسمت دن ہو گا جب اس دنیا میں پہلا گداگر پیدا ہوا ہو گا اور یہ سلسلہ آگے بڑھا اور یہ ایک گھناؤنے کاروبار کی شکل میں سامنے آیا۔ یہ بات درست ہے کہ جیسے کچھ دوستوں نے کہا کہ یہ مسئلہ پوری دنیا میں ہے۔ یورپ کی بڑی خوبیاں بیان کی جاتی ہیں، میں نے وہاں جس جس طریقے سے گداگری دیکھی ہے کہ وہ کیا کیا طریقے اپناتے ہیں، یہاں پر تو غالباً کہیں ایسا ماحول نہیں دیکھا جاتا لیکن وہاں پر تو مانگنے کے لیے threat بھی کرتے ہیں، وہاں پر لائنیں لگی ہوتی ہیں، آپ جا کر فرینکفرٹ دیکھیں وہاں پر بازاروں میں سینکڑوں کی تعداد میں گداگر ہوتے ہیں اور مختلف طریقوں سے، کوئی ڈرا کر مانگتے ہیں، کوئی threat کر کے مانگتا ہے، کوئی music سنا کر مانگتا ہے، کوئی Social Welfare تنظیم کے نام پر مانگتا ہے۔ عجب طریقے ہیں، یہ معاملہ ساری دنیا میں چلتا ہے لیکن ہمارے ہاں یہ ایک بہت بڑی برائی ہے اور اس کو ختم کرنا چاہیے اور ظاہر ہے یہ اس ہاؤس کی بھی ذمہ داری ہے اور پارلیمنٹ کی ذمہ داری ہے۔ عوامی نمائندگان ہونے کی حیثیت سے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر واقعی کوئی قطعی رویہ اپنانا چاہیے کہ اس مسئلے کو کیسے ختم کیا جائے۔

بہرحال محترم مندوخیل صاحب نے آئینی حوالے سے بھی یہ ثابت کیا کہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے اور اس میں ایک پارلیمنٹ کا بھی کردار بنتا ہے کہ اس پر کوئی قانون سازی کی جائے۔ ویسے اپنی زیست میں، میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ایک صوبائی مسئلہ ہے اور اگر صوبائی level پر کوشش کی جائے تو یہ بڑا effective ہو سکتا ہے بلکہ اگر اس کو district government کے سپرد کیا جائے اور کوئی ایسی قانون سازی کر دی جائے کہ district governments اس کو take up کریں کیونکہ قریب ترین ہونے کے ناتے وہ اس میں بڑا effective control

بنا سکتے ہیں۔ میں ایک مثال دوں گا کہ صوبائی حکومت پنجاب نے اس سلسلے میں باقاعدہ enactment کی ہے اور Child Protection Act منظور کیا ہے اور اس enactment کے تحت ایک Child Protection Bureau قائم کیا ہے اور جس میں ایک Advisor صاحبہ ہیں ان کو portfolio بھی دیا ہے۔ میں صرف لاہور کی مثال دوں کہ جرائم اور ان گروہوں کو ختم کرنا ایک دم تو ممکن نہیں ہے' یہ مافیا ہے' لاہور میں پانچ بڑے مافیا کو گرفت میں لیا گیا ہے اور ان سے مزید informations لی جا رہی ہیں اور آپ حیران ہوں گے کہ عام طور پر کہا جاتا ہے کہ بچوں کو اغوا کیا جاتا ہے اور ان کے بازو ٹیڑھے کرتے ہیں۔ ایسے مافیا سامنے آئے ہیں جو اپنے بچوں کو زخمی کرتے ہیں' باقاعدہ ان کے ہاتھ پاؤں شکنجوں میں لگا کر ٹیڑھے کرتے ہیں' ان کی ٹانگیں ٹیڑھی کرتے ہیں اور ان کے عجیب عجیب حلیے بناتے ہیں۔ صوبائی حکومت نے بڑی کوشش کی ہے' دوسری صوبائی حکومتیں بھی اسی طریقے سے کریں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہاں مرکز سے کوئی ایسی policy وضع کی جانی چاہیے کہ صوبائی اور districts حکومتیں اس میں involve ہوں اور فی الفور اس میں interrupt کریں اور ایسی قانون سازی کریں کہ یہ مسئلہ حل ہو۔ آپ اس بات سے خوش ہونگے' میں appreciate کرنا چاہتا ہوں' جہاں ہمیں تنقید کا حق ہے' ہمیں appreciation بھی دینی چاہیے' صوبائی حکومت نے اس Child Protection Bureau کے تحت ایک اسکول قائم کیا ہے۔ جناب چیئرمین! آپ حیران ہونگے' اس میں پانچ سو بچے جو سڑکوں پر بھیک مانگتے تھے اور اس mafia کے control میں تھے وہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ شروع میں بڑی دقت ہوئی کہ وہ وہاں سے بھاگ جاتے تھے اور ان کو دوبارہ پکڑنا پڑتا تھا لیکن اب ان بچوں کی اتنی اچھی education ہو رہی ہے کہ انہیں اپنے ماں باپ کے پاس بھیجیں تو وہ نہیں جاتے۔ آپ یقین کریں' میں اس اسکول میں گیا ہوں' ان کی رہائش' کھانے کا بندوبست اور kitchen دیکھ کر میں حیران ہو گیا کیونکہ اس کے مقابلے میں Cathedral School کچھ بھی نہیں ہے اور وہاں جس اچھے طریقے سے تعلیم دی جا رہی ہے اس طریقہ کار کو اپنانا چاہئے۔

جناب چیئرمین! آپ لاہور جا کر دیکھیں تو یہ حیران کن لگتا ہے کہ Mall road پر گداگر نظر نہیں آتے۔ انہوں نے اس قانون کے تحت وہاں پر gangs بنائے ہیں جو گداگروں

کو گرفتار کرتے ہیں۔ عام طور پر پولیس کا رویہ یہ تھا کہ وہ اپنے کاموں میں مصروف رہتی تھی، اس طرف توجہ نہیں دیتی تھی لیکن اب انہوں نے special squad بنا کر ان کو گرفتار کرنا شروع کیا ہے اور ایسے ہی نہیں کہ بچے کو سڑک سے اٹھا کر لے گئے بلکہ وہ باقاعدہ trace کرتے ہیں کہ یہ بچہ اگر چوک میں کھڑا ہے تو اس کو کون protect کر رہا ہے اور کون سا mafia ان کو یہاں لاتا اور لیجاتا ہے۔ باقاعدہ study کرنے کے بعد پھر اس پورے gang کو پکڑتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کے معاملات کو آگے ضرور بڑھانا چاہئے۔ بنیادی طور پر تو یہ بیروزگاری کا مسئلہ ہے جس وجہ سے عمومی طور پر یہ معاملہ آگے بڑھتا ہے اور اس کے لیے الحمدللہ اس بجٹ میں گورنمنٹ نے development budget بڑھا دیا ہے۔ Mega projects شروع کیے ہیں، ڈیم بنانے کا سلسلہ شروع ہو رہا ہے اور میری یہ گزارش ہوگی کہ ہمیں ان مسائل کو بڑی سنجیدگی سے سوچ کر ان کا حل تلاش کرنا چاہئے۔ گورنمنٹ جب بڑے projects شروع کرنے اور development کی بات کرتی ہے تو ہمیں ایسا رویہ رکھنا چاہیے کہ ہم دیکھیں کہ ان projects کے بعد، ان policies پر عمل کرنے سے اور development کا اتنا budget استعمال کرنے سے کیا فوائد حاصل ہونگے۔ اس میں بھی ہمیں مخالفت نہیں کرنی چاہیے، ہمیں مثبت رویے کے ساتھ معاملات کو دیکھتے ہوئے یہ سوچنا چاہیے کہ ملک میں اگر بھاشا ڈیم اور کالا باغ ڈیم بنے گا تو مسائل حل ہونگے اور بیروزگاری ختم ہوگی۔ جب بیروزگاری ختم ہو گی تو پھر اصل مسئلہ جو گداگری کا ہے یہ ختم ہو گا اور اس سلسلے میں ہم سب کو مل کر آگے بڑھنا ہوگا۔ اگر ہم ان مسائل کو سنجیدگی سے لے کر آگے چلیں گے اور ان پر غور و خوض کریں گے اور جس طریقے سے آج ہم نے اس پر غور کیا ہے، سنجیدگی اختیار کی ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم ان مسائل کو ختم کرنے لیے مثبت سوچ کے ساتھ آگے بڑھیں اور میں یہ suggest کرونگا کہ اس resolution کو ضرور pass کیا جائے لیکن میں ایک چھوٹی سی ترمیم چاہوں گا اور وہ یہ ہے کہ :

This House recommends that further effective measures be taken to control beggary in the country.

اس میں further کا لفظ add کیا جائے کیونکہ حکومت، بیروزگاری جو اصل مسئلہ ہے اس سلسلے میں کافی کوشش کر رہی ہے اور اس کوشش کے نتیجے میں، میں یہ نہیں کہتا کہ بیروزگاری ختم ہوگئی ہے لیکن وہ شرح کم ضرور ہوئی ہے اور ہم

اس طرف بڑھ رہے ہیں جس طرف بڑھ کر ان معاملات اور مسائل کو دور کیا جا سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین ، شکریہ - So I understand that is this additional word suggested by Mr. Agha is acceptable. جی مندوخیل صاحب۔

(مداخلت)

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ، جناب والا! اگر یہ اس طرح ہو کہ recommend that effective measures be taken to control beggary in the country. اس میں ہم اضافہ کریں گے۔ کہ the effective measures including.....

(مداخلت)

سینیٹر وسیم سجاد ، جو agreed ہو گیا ہے' میرا خیال ہے' اسی پر کر لیتے ہیں further measures ہو جائے گا۔ جو اتنی تقاریر ہوئی ہیں ان میں بہت سی تجاویز آئی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھی تجاویز ہیں ان پر غور کرنا چاہیے تا کہ مزید بہتری ہو سکے۔

سینیٹر کامل علی آغا، اگر میں مندوخیل صاحب کی بات مانوں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمارے پنجاب کے لیے بڑی اچھی بات ہوگی کہ یہ مان رہے ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کسی طرح معاملے کا حل نکالنا ہے اس لیے تمام لوگوں کو ایک جگہ پر رکھ کر' برابری پر رکھ کر' کسی کو criticise کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ، ہم نے کسی کو criticise نہیں کیا۔ ہم کہتے ہیں effective measures کیا ہے۔ concrete effective measures ہو۔

Mr. Chairman: Effective means concrete. You want effective and concrete.

سینیٹر وسیم سجاد، Effective پھر کاٹ دیں۔ further concrete کر دیں۔

جناب چیئرمین، آپ کا concrete measures add کر دیا۔

سینیٹر وسیم سجاد، Further concrete measures be taken کر دیا ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، اس پر پھر بھی concrete define نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ جی بابر غوری صاحب۔ مندوخیل صاحب ہو گیا ہے۔ جناب بابر غوری صاحب۔

سینیٹر بابر خان غوری (وفاقی وزیر برائے بندرگاہیں و جہاز رانی)، چیئرمین! بہت شکریہ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج ایک معزز رکن نے جو اپنی resolution ایوان میں پیش کی ہے اور سینیٹ کا ماضی کا بھی یہی کردار رہا ہے اور آج بھی مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ ایک ایسے issue پر جو بظاہر ایک چھوٹا سا issue لگ رہا تھا کہ گداگری پر پاکستان کی سینیٹ بحث کر رہی ہے لیکن اگر سوچا جائے کہ یہ وہ چھوٹے چھوٹے issues ہیں جن کو اگر ہم نے ignore کیا تو وہ ناسور بن جاتے ہیں اور اس معاشرے کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ضروری ہے کہ آج جس سنجیدگی کے ساتھ اپوزیشن کے ہمارے اراکین اور حکومتی ارکان یہ سب معاشرے کا حصہ ہیں چاہے وہ اپوزیشن سے تعلق رکھتا ہو یا حکومتی بنچوں سے، ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ یہ چیزیں کیوں ہو رہی ہیں۔ ہماری بعض خواتین نے تقاریر میں کچھ کوشش کی کہ صرف اور صرف یہ حکومت کا کام ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہم سب کو اپنا اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اس میں میں اپنی ذات کو لوں گا کہ اس میں ہم سب کی اپنی ذاتی کوتاہی بھی کہوں گا کہ یہ شامل ہے اور ہم اس کو ختم کرنے کی بجائے جیسے گلشن سعید صاحبہ اور کلثوم صاحبہ نے کہا اور ہمارے کچھ اراکین نے بھی کہا کہ بجائے اس کے کہ ہم اس کو سدھاریں ہم پانچ دس روپے دے کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ثواب کما رہے ہیں اور اپنے آپ کو یہ محسوس کرتے ہیں کہ اپنے ضمیر سے کچھ بوجھ اتار رہے ہیں لیکن ہم یہ بھول جاتے ہیں کہ ہم اس برائی کو اور بڑھا رہے ہیں۔ پاکستان کا جو معاشرہ ہے الحمدللہ یہ ایک اسلامی ملک ہے اور یہاں پر لاکھوں مساجد ہیں، کروڑوں نمازی ان میں نماز پڑھتے ہوں گے، اس کے باوجود ہونا تو یہ چاہیے جہاں ایسا معاشرہ ہو، ایسے لوگ رہتے ہیں وہاں لوگ گھر کھلے چھوڑ دیں، اپنی کاروباری زندگی میں مصروف رہیں کوئی گھر میں نہ گھس پائے، خواتین عام گھومیں کوئی ان کو چھیڑ نہ سکے۔ کسی کو یہ توفیق نہ ہو کہ وہ مانگے کیونکہ اس میں بہت سے حقدار بھی ہوتے ہیں اور بہت سے لوگوں نے باقاعدہ اپنا یہ دھندہ بنایا

ہوا ہے۔ جو مجبور ہیں ان کی تعداد بہت کم ہے۔ اس سب کی جو وجوہات ہیں وہ ہم لوگ ہیں یہ معاشرہ ہے۔ اس معاشرے کے اندر جو اسلامی تعلیمات ہیں اگر ان پر ہی عمل کرلیں۔ جو میں نے آپ سے کہا کہ ہمارے جو کروڑوں نمازی ہیں اگر یہ سب اپنے آپ میں دیکھیں کہ ہم کیا جو اسلام کی دوسری تعلیمات ہیں جہاں فرائض نماز کے حوالے سے ہیں یا زکوٰۃ کے حوالے سے ہیں اور حقوق العباد کے حوالے سے ہیں، زکوٰۃ کا بھی اگر direct effect دیکھیں تو وہ جائے گا۔ ہم آپ یہ تصور میں لے لیتے ہیں، اب یہ صحیح تھا یا غلط۔ میں آج اس نتیجے پر پہنچا ہوں کیونکہ یہ ایک الگ بحث ہے کہ وہ زکوٰۃ جو حکومت کاٹتی ہے، جو ایک سلسلہ شروع کیا گیا تھا، اور ایک individual آدمی اپنے طور پر زکوٰۃ دیتا تھا وہ صحیح تھا یا یہ طریقہ صحیح ہے؟ یہ ایک الگ بحث ہے لیکن اس زکوٰۃ کا جو پیسہ ہے، جو جمع ہوتا ہے، اس کا جو بانٹنے کا طریقہ کار ہے، ابھی ہمیں جو بلیدی صاحب نے بتایا کہ وہ جو چیک بنتے ہیں وہ آپس میں ہی تقسیم ہو رہے ہیں۔ یعنی بلیدی صاحب بتا رہے ہیں کہ زکوٰۃ کمیٹی کے جو چیئرمین تھے، جو وہاں سے لوگ چیک لیتے تھے، وہ اپنے ہی فیملی ممبران کے نام وہ چیک issue کروا لیتے تھے۔ تو جہاں معاشرہ ایسا ہو جائے، زکوٰۃ کا ایک criterion اسلام نے دیا ہے، ہم وہی بھول جائیں۔ تو ہم کیسے اس بات کی توقع رکھ سکتے ہیں کہ جو ایک لعنت ہے، اس کو ہم کس طرح ختم کر سکتے ہیں؟ اس کے ساتھ ساتھ وہ لوگ جن کا فرض ہے تعلیم دینا، یہاں بھی کچھ دوست اسے برا محسوس نہ کریں لیکن ہمارے کچھ لوگ ایسے ہیں، جو ہمارے مذہبی رہنما ہیں، جو اسلام کی تعلیم دیتے ہیں، ان کی بھی duty ہے کہ وہ ان لوگوں کو جمع کریں کہ ان کے پاس جائیں کہ آپ جو کام کر رہے ہیں یہ غیر اسلامی ہے۔ وہ اپنے فرائض ادا کرکے ان کو بتائیں کہ آپ کے حقوق کیا ہیں، آپ کے لیے تعلیمات کیا ہیں، پھر اس کے بعد ہم کسی ایسے نتیجے پر پہنچیں کہ ہم نے اپنا اپنا کردار ادا کیا تو اب joint efforts کے بعد یہ کام ختم ہو گا۔ اگر آپ دیکھیں جناب چیئرمین! کہ ہمارے ہاں ایک وطیرہ بنا ہوا ہے کہ انسان اپنے ضمیر کی satisfaction کے لیے گداگروں کی line لگا کر اور بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ فلاں صاحب آئیں گے اور لوگوں کی line لگوائیں گے اور وہ پیسے تقسیم کر رہے ہیں لیکن کچھ لوگوں نے اس سسٹم کو تبدیل کیا ہے کہ لوگوں میں یہ چیز سرایت نہ کر جائے، وہ گداگری کو اپنا ذریعہ معاش نہ بنا لیں تو انہوں نے کچھ ہوٹل کھولے۔

یہ سلسلہ کراچی میں شروع ہوا۔ ایک ہوٹل بنایا گیا جہاں پر آپ جا کر ان کو پیسے دے دیں تو پانچ یا دس روپے فی کس وہ لیتے ہیں اور جو بھی بھوکا آئے اسے کھانا دیتے ہیں۔ یہی سلسلہ ابھی راولپنڈی میں شیخ رشید صاحب نے بھی شروع کیا اور بڑا کامیاب ہوا۔ اس کے بعد وہ دو ہوٹل ہو گئے۔ اصل بات یہ ہے، میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں عبدالستار ایدھی صاحب کو جنہوں نے اپنے طور پر ایسے مراکز قائم کیے کہ اگر آپ گداگر کو اٹھا کر ان سینٹرز میں پہنچا دیں تو وہاں پر رہنے کھانے پینے کی ذمہ داری وہ ادا کرتے ہیں اور ظاہر ہے ہماری قوم ان کو مختلف عطیات دیتی ہے۔ جو اچھے لوگ ہیں یا صاحب حیثیت لوگ ہیں، وہ لوگ جن کے دلوں میں خوف خدا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ ہدایت دی ہے، وہ اپنا اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت جو بھی قدم اٹھاتی ہے لیکن further steps لینے چاہییں اور یہ آج بڑی اچھی resolution پیش ہوئی ہے۔ میری ایک ذاتی تجویز ہے اور بادینی صاحب نے بھی تجویز دی تھی کہ کمیٹی بنائی جائے۔ جناب یہ قرارداد پاس ہو جائے گی۔ یہ چلی بھی جائے گی لیکن ہو گا کچھ نہیں۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ جو ہمارا طریق کار ہے۔ بہتر ہے کہ monitoring ہو۔ کوئی کمیٹی بنے۔ وہ کمیٹی Provincial Governments کے پاس جائے کیونکہ یہ subject ان کا ہے یا District Government کے پاس جائے۔ ان کے جو IGs, TPOs, یا DPOs ہیں، ان کے ساتھ بیٹھ کر ان کو monitor کرے کہ بھئی ہم یہاں پر visit کر رہے ہیں۔ مثال کے طور پر کراچی کا علاقہ ہے، صدر یا نارتھ ناظم آباد ہے، طارق روڈ ہے، ہم visit کر رہے ہیں کہ اس علاقے میں ہم نے پانچ فقیر کھڑے دیکھے تو اس علاقے کا SHO یا اس علاقے کی جو team جیسے کامل علی آغا صاحب بتایا کہ پنجاب گورنمنٹ نے ایک special team بنائی ہے۔ وہ ٹیمیں بنوانے کے لیے اور اسے monitor کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ سینیٹ یہ قدم اٹھائے۔ میں سمجھتا ہوں جناب! کہ اس پر ہمیں آپ کی رولنگ کی ضرورت ہو گی اور آپ کا تعاون بھی چاہیے ہو گا کہ اگر یہ واقعی بن جائے یا Interior کی ہماری کمیٹی already موجود ہے، اس میں کوئی سب کمیٹی بن جائے لیکن جناب! جب تک یہ monitor نہیں ہو گا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہم صرف یہ resolution پاس کر کے، ووٹ دے کر، کل ایک اخباری خبر آ جائے گی، اس کے بعد کچھ نہیں ہو گا۔ یہ میں آپ کو بتا رہا ہوں۔ اس کا حل یہی ہے کہ آج جس سنجیدگی کے ساتھ

اس subject پر ہمارے اراکین نے اپنا ایک concern show کیا ہے' اس کو حل کرنے کے لیے بہتر یہی ہے کہ ایک کمیٹی بن جائے اور پھر یہ تمام صوبوں میں جائے اور monitor کرتی رہے اور results اس ایوان کو بھی بتائے کہ ہم نے یہ steps لیے تھے اور بیت المال سے اگر وہ ایدھی صاحب کر رہے ہیں یا وہ پولیس کرتی ہے یا صوبائی حکومت کرتی ہے بیت المال سے یا زکوٰۃ کے فنڈز سے' اس کے لیے فنڈز مہیا کیے جائیں' ان کے سنٹرز بنائے جائیں تمام گداگروں کے لیے ' آپ دیکھیے گا کہ جو پروفیشنلز ہیں' جو صرف پیسے کے لیے کر رہے ہیں اور اس بات میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ باقاعدہ جگہیں بکتی ہیں اور پولیس بھی اس میں ملوث ہے۔ میں اس کا بالکل اعتراف کرتا ہوں یہ حقیقت ہے لیکن اس کو ختم کرنے کے لیے ہمیں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے اور اس کے لیے آج جو تجاویز آئی ہیں' ابھی جب یہ قرارداد پاس ہو گی تو یہ مختلف صوبائی حکومتوں کو جائے گی تو اس کے بعد شاید وہاں عمل ہو جائے لیکن بہتر عمل کے لیے میری آپ سے گزارش ہے کہ کمیٹی کے متعلق بادینی صاحب کی جو تجویز ہے اس پر غور کیا جائے ' اس پر عمل کر لیا جائے اور ہم سب جو حکومتی بنچوں کے اراکین اور ہمارے اپوزیشن کے اراکین ہیں ' سب اس قرارداد کی حمایت کرتے ہیں ۔ اس لیے بہتر ہے کہ آپ اس کو عوام میں لے آئیں۔ بہت شکریہ۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! جو resolution پیش ہو رہا ہے میں اس میں اپنی تجویز دیتا ہوں کہ اس میں یہ الفاظ ڈالے جائیں۔ جناب والا! الفاظ یہ ہیں کہ

to move the following resolution, "this House recommends that effective and concrete measures be taken as indicated in Article 37 and 38 of the Principles of Policy in Chapter 2 of the Constitution to control the beggary in the country".

سینیٹر وسیم سجاد، جناب والا! اگر ہم نے آئینی بات کرنی ہے تو پھر ذمہ داری بھی ان پر ڈالیں کہ they should be taken by the Provincial Governments. میرا خیال یہ ہے کہ اس وقت مناسب یہ ہوگا کہ جو agreed ہے یعنی ہم نے mover سے بات کی

ہے اور جو الفاظ تھے کہ further concrete measures وہ ٹھیک ہیں اور یہ جو چیزیں ہیں بعد میں ہم اس پر بات کر کے صوبائی حکومتوں کو بھجوا دیں گے۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ بابر غوری صاحب نے کمیٹی کی جو بات کی ہے وہ ان سب چیزوں کو دیکھ بھی سکتی ہے اور بجائے نئی کمیٹی بنانے کے جو relevant ministry ہے، وہ اس کو دیکھ لے اور وہ strategy بھی طے کر لے تو اس میں یہ ساری چیزیں cover ہو جائیں گی جو بھی relevant ہیں کیونکہ resolution کو simple رکھیں، آگے کمیٹی کو دے دیں let the Committee consider it and I think this is a good idea of بادینی اور غوری صاحب کا اور there should be a regular monitoring تو نئی کمیٹی کی بجائے جو existing committee ہے اس کو میرا خیال ہے یہ سپرد کیا جائے اور اس میں آپ جو یہ چیزیں کہہ رہے ہیں کہ کس طرح کرنا ہے اپنی پوری ایک guideline define کر دیں، develop کر دیں اور ان کو pass on کر دیا جائے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، وہ اپنی جگہ پر لیکن یہاں میں اپنے ایوان کی طرف سے عرض کروں گا کہ یہ الفاظ اس میں شامل کیے جائیں کہ as a concrete measure---

سینیٹر وسیم سجاد، جو agree ہو گیا ابھی اسی پر رکھیں اور مندوخیل صاحب مزید اپنی قرارداد لے آئیں اور پھر اس پر بات کر لیں گے۔ میری تجویز یہ ہوگی کہ جو agreed ہے، اسی پر رکھیں کیونکہ اس سے مشکلات آئیں گی، صوبائی حکومتیں ناراض ہوں گی۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے coordination کر لیں۔ وسیم صاحب نے mover کے ساتھ coordinate کیا ہے اور انہوں نے agree کیا ہے تو مندوخیل صاحب آپ بھی کر لیتے تو بہتر ہوتا۔

سینیٹر وسیم سجاد، کیونکہ جو principles of policy ہیں ان کی تو آئین میں اپنی ایک حیثیت ہے just like saying کہ جی آئین enforce کیا جائے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، لیکن اب ہم اس کو implement کرنا چاہتے ہیں یعنی وہ principles of policy رہیں لیکن principles of policy کو implement کریں۔

سینیٹر وسیم سجاد، میرا خیال ہے کہ جو agreed ہوگیا ہے اس کو اسی پر رکھیں۔

Mr. Chairman: With the approval of the House, I think, we refer it to the concerned Standing Committee and Mandokhel Sahib

کی جو بھی suggestions and strategy ہے

that committee should develop the guideline strategy and I think at least every six months they should give á report to the House.

Now I۔ کریں گے beyond this also ہو جائے گا اور باقاعدہ ہر چیز cover وہ اس میں سارا

will put the resolution to House as agreed اور یہ جو آپ کی strategy ہے

the committee will look at it every six months and they will give a report to the House. If any other suggestion that the members may have, I would say that please take it up with the Committee. It has been moved "That this House recommends that further effective and concrete measures be taken to control beggary in the country".

(The resolution was adopted unanimously)

Mr. Chairman: The motion was adopted. I am glad that it is passed unanimously. Would you like to continue or adjourn now for tomorrow.

Voices: Please adjourn the House.

Mr. Chairman: Then, we adjourn the House and *'Insha Allah'* reconvene tomorrow at 4:00 pm sharp. Thank you.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون و سلٰم علی المرسلین، والحمد لله رب العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again on Tuesday 8th August, 2006 at 4:00p.m.]
